

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر ۳ | ہر ہفتہ بروز لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۹ء | جلد ۳۷

گلدستۂ اخبار

سرحد پشاور کے بعض دیہاتیوں کو سرکار سے ہتھیار دیئے جائیں گے تاکہ لوٹیروں کو وہ بھگا سکیں۔

اخبار انقلاب لاہور کا قومی پریس معہ آلات و سامان ضبط کر لیا گیا لیکن کتابیں واپس دی گئیں۔ لالہ نندگوپال مالک و اڈیٹر کو پندرہ روز کی مہلت دی گئی کہ اپیل کرنی ہو تو کی جائے ورنہ بس۔

کلکتہ میں جرائم انارکسٹ کی نئی عدالت قایم ہوئی اس میں دو یورپین ایک دیسی جج ہائی کورٹ ہیں۔ ڈکیتی بیگھیاٹی کا مقدمہ اسی خاص عدالت میں پیش ہوگا۔ اور بھی چند مقدمات خاص ہیں۔

زلزلہ زدگان اٹلی کی امداد میں عجب نہیں گورنمنٹ انڈیا بھی ایک معقول رقم منظور کریگی۔ اسی چندہ امداد کیلئے کلکتہ میں ۲۲ صاحبان کی کمیٹی قایم ہوگئی ہے چیف جسٹس اس کے پریسیڈنٹ ہیں۔ مدراس و بمبئی کے ٹون ہالوں میں بھی چندہ امداد کے جلسے کئے گئے۔ لاہور میں بھی عجب نہیں کہ چندہ ہو۔

مہاراجہ صاحب بڑودہ نے کلکتہ کے قومی میڈیکل کالج کو ڈھائی ہزار روپیہ دیا ہے۔

ہندوستان کی دیسی فوجوں کی تنخواہ وغیرہ کی رعائیتوں پر ۲۰ لاکھ کا سالانہ خرچ بڑھ گیا ہے۔

طاقت ہائے یورپ کے قومی قرضہ کی مجموعی مقدار چھ ارب پونڈ یا نوے ارب روپیہ پائی گئی ہے سب سے زیادہ قومی قرضہ فرانس کا ہے یعنے ایک ارب ۱۲ کروڑ ۰۰ لاکھ پونڈ برطانیہ کا درجہ سوم ہے

قسطنطنیہ میں ایک با اثر عام جلسہ کیا گیا ہے جس میں یونان کی کوشش الحاق کریٹ پر خفگی ظاہر کی گئی۔ تجارت کی بائیکاٹ سے جس طرح آسٹریا ہوش میں لایا گیا ہے اسی طرح یونان کو بھی سیدھا کرنا ہوگا۔ ایسا ہی ایک جلسہ سمرنا میں بھی کیا گیا ہے جس میں بیس ہزار سے زیادہ ترک موجود تھے۔ پارلیمنٹ کی بدولت ٹرکی کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے۔

ٹرانسوال سے خبر آئی کہ جوہانسبرگ میں بجرم خلاف ورزی اور بھی ہندی گرفتار کئے گئے۔ ایک تعلیم یافتہ ہندی مسمی رندیرات ملک بدر کیا گیا لیکن وہ پھر ٹرانسوال میں گھس آیا ہے۔ اس باعث رندیرات مذکورہ کو ۲۵ پونڈ جرمانہ یا دو ماہ قید کی سزا کا حکم دیا گیا ہے۔ ہندی مذکور نے بجائے جرمانہ دینے کے قید سہنا پسند کیا اور عدالت بالا میں اپیل کرگئی ہے۔ ایسے ہی اور بارہ ہندی پرٹیوریا سے ملک بدر کئے جانے پر پھر واپس آگئے ہیں۔ جونہی سرحد عبور کر کے داخل ٹرانسوال ہوئے کہ وہ پھر گرفتار کئے گئے۔ اور مقدمہ چلایا گیا ہے۔

جنوب اٹلی کے زلزلہ کے باعث آبنائے مسینہ کی حالت ایسی بدل گئی کہ جہازوں ان خبر گرا گئے ہیں۔ آبنائے کے سمندر کی گہرائی میں بہت فرق آیا۔ دوبارہ امتحان کرنا لازم ہے ورنہ حادثوں کا خوف ہے۔ علاقہ کلیبریا میں رفع تکلیف کا کام بہت مشکل ہے چٹانوں کے آگرنے سے تمام رستے بند ہیں۔ وہاں کے پسماندہ لوگ سخت مصیبت اور فاقہ کشی بھگت رہے ہیں۔ منتظم بالکل بے بس ہیں۔

سرویا کے وزیر خارجہ نے ایک ایسی تقریر کی جس سے آسٹریا میں بہت جوش پیدا ہو گیا۔ اور قریب تھا کہ رابطہ اتحاد ٹوٹ جاتا۔ آسٹریا کی طرف سے زور دیا گیا کہ اس تقریر کی بابت وزیر مذکور معافی طلب کرے۔ وزیر سرویا نے جواب میں کہا ہے کہ میری تقریر غلط طور پر نقل کی گئی ہے جبتک میں صحیح تقریر شائع نہ کروں۔ اس وقت تک کوئی امر

قطعی نہیں سمجھنا چاہئے۔ اس سے آسٹریا میں جوش کم ہوگیا ہے۔

بنگال کے اسٹیشن ٹیٹاگڑھ میں عید کے دن سخت بلوہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ ہندوؤں کی بستی میں مسلمانوں نے گائیں ذبح کیں۔ پولیس نے قربانی کو روکنا چاہا۔ اس پر مسلمانوں نے مخالفت کی۔ مجسٹریٹ اور افسران پولیس موقعہ پر پہونچے مگر موقعہ خطرناک دیکھکر واپس چلے آئے اور بارک پور سے فوج طلب کی گئی اسی اثنا میں مسلمانوں نے ہندوؤں کا بازار لوٹ لیا۔ دوپہر کے قریب جہاں تین ہزار مسلمان جمع تھے۔ فوج نے فیر کئے اور دو سو آدمیوں کو گرفتار کرلیا بہت سے آدمی زخمی ہوئے جن میں سے بعض کے بچنے کی اُمید نہیں۔

کہتے ہیں مجسٹریٹ کا حکم تھا۔ کہ قربانی آبادی سے ایک میل کے فاصلے پر کی جائے مگر مسلمانوں نے اس حکم کی پروا نہیں کی۔

سیرام پور سے بھی تین ہزار آدمی اس فساد میں شریک ہونے کے لئے جانا چاہتے تھے مگر حکام نے انہیں روکا مفسدوں نے نہ مانا۔ ان پر بھی بندوقیں چلانی پڑیں جس سے تین آدمی ہلاک ہوئے اور بیس زخمی۔

بمبئی میں گزشتہ سال محرم کے موقعہ پر فساد ہوگیا تھا اس سال گورنر بمبئی نے پہلے سے ہی پچاس معزز مسلمانوں کی ایک کمیٹی بنادی ہو جو شیعہ سنیوں میں اتحاد کی کوشش کریگی۔

مہاراجہ صاحب دھرنگدا نے اپنی سالگرہ کے موقعہ پر ریاست کے انگریزی سکولوں میں فیس معاف کردی

حضور امیر کابل سڑکوں کو اس طرح درست کرانا چاہتے ہیں کہ موٹر گاڑیاں ان پر بے تکلف چل سکیں۔ ڈکہ سے جلال آباد تک فی الفور سڑک درست کرنے کے لئے احکام صادر ہوگئے ہیں

جلال آباد کے قریب بعض چشموں میں جن کو ہندو متبرک خیال کرتے ہیں ہندوؤں کو اشنان وغیرہ کرنے کی ممانعت ہوگئی تھی۔ اب کابل سے حکم پہونچا ہے کہ ایک چشمہ بالکل ہندوؤں کے ہی حوالے کردیا جائے اس سے ہندو رعیت بہت خوش ہوئی ہی۔

روس و انگلستان ملکِ ایران میں زیادہ باثر عملی کارروائی اختیار کرنا چاہتے ہیں نمایندہ شاہ کے روبرو خاص اصلاحات کا ایک مسودہ پیش کریں گے۔ اور شاہ کو مجبور کیا جائیگا کہ وہ ان اصلاحات کو منظور کریں۔

میسور گورنمنٹ نے قحط کے امدادی کام میں ایک لاکھ روپیہ تقاوی کیلئے پچاس ہزار کنوئیں کھودنے کیلئے اور تیس ہزار جلاہوں کے لئے منظور کیا ہو۔ قلت باراں نے سخت مصیبت پیدا کردی ہو مہاراجہ بہادر نے ابھی اسی وجہ سے جاپان جانیکا ارادہ موقوف کردیا ہے۔

ریاستہائے شان ملک برما کی ایک ریاست تاونگ ینگ میں چاندی اور شیشہ کی پُرانی کانیں باؤڈونگی پر ہیں ان کانوں پر چینی کام کیا کرتے تھے انہوں نے پہاڑیوں کو چیر کر راستہ بنائے تھے اور اس میں سے سیسہ اور کچھ چاندی نکالی تھی۔ اور سیسہ کی بھی بڑی سلیٹیں جن میں چاندی لگی ہوئی تھی۔ وہاں اب تک پڑی ہوئی ہیں کیونکہ اس میں سے چاندی نکالکر ان کو چینی وہاں ڈال گئے تھے اور پچاس سال سے اُنہوں نے اس کی طرف توجہ نہیں اب ایک کمپنی ان سلیٹوں کے نکالنے کے لئے قائم ہوئی ہے اور اس کیلئے ٹریوے بنا رہی ہے۔

گورنمنٹ آف انڈیا کے حکم سے انسپکٹر جنرل۔ آڈننس فیکٹرز کا دفتر شملہ سے نینی تال تبدیل ہوگیا ہے آئندہ خط و کتابت انسپکٹر جنرل کے نام نینی تال کے پتہ سے ہوا کریگی۔

اصلاحی سکیم کے متعلق کلکتہ کو جو امپیریل کونسل ملیگی اُس کا نام دی انڈین پارلیمینٹ رکھا گیا ہے اور اخبارات لکھتے ہیں کہ پارلیمینٹ بلڈنگ بھی بنائی جائے گی کیونکہ ۶۲ ممبروں کے لئے ایوان تخت بہت چھوٹا ہے۔

قندہار کی خبر ہے کہ خلیج فارس سے رائفلیں اور ہتھیار برابر جنوبی افغانستان میں چلے آرہے ہیں اور اب صوبہ ہزارہ اور اُس کے مشرقی علاقہ میں اُن کی درآمد ہورہی ہو۔

اب یہ بات عام طور پر مشہور ہوگئی ہے کہ امیر افغانستان چاہتے ہیں کہ تمام افغانی فوجیں اپنے آپ کو مسلح کریں اس سے بندوقیں وغیرہ دھڑا دھڑ ملک میں آرہی ہیں۔

فتح آباد کے ۲۰ نو مسلموں کو پنڈت بوجھارت ایڈیٹر "آریا مسافر" آگرہ نے ہندو بنالیا۔

اٹاوہ کا کالا جعلساز محمد خلیل اللہ سیشن سپرد ہوگیا ہے۔

بہار کے بعض دیہات میں ۲ ماہ کیلئے تعزیری پولیس قائم کردی گئی ہے۔

بنگالہ کی سائنٹیفک اور انڈسٹریل ایجوکیشن ایسوسی ایشن کی اپیل پر گورنمنٹ بنگال نے ۶۰ روپے ماہوار پر دو سال کے لئے کاشتکاری کی تعلیم دینے کے لئے اُستاد مقرر کیا ہے۔ جو دیوگڈھ کے سکولوں میں تعلیم دیگا اور دو سو روپیہ کچھ اسباب وغیرہ کے خریدنے کے لئے عطا کیا ہو۔

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا بائیسواں سالانہ جلسہ بصدارت نواب صاحب ڈھاکہ امرت سر میں منعقد ہوکر بڑی کامیابی سے ختم ہوا۔ ڈیلیگیٹوں کی تعداد تین ہزار سے زیادہ تھی نواب صاحب نے اپنا ایڈریس اردو زبان میں دیا۔ پریسیڈنٹ نے کہا کہ کوئی قوم بغیر پولیٹیکل [illegible] زندہ اور قائم نہیں رہ سکتی اور پالٹیکس کے اُلجھے اور پیچیدہ مسئلے تعلیم کے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتے۔ ہماری کانفرنس تعلیم اور پالٹیکس دونوں کی بنیاد ہو مسلمانوں کو دنیاوی اور مذہبی دونوں قسم کی تعلیم ساتھ ساتھ حاصل کرنی چاہئے ہندوستان کے تمام کالجوں کیساتھ مسلمانوں کے بورڈنگ ہوس ہونے چاہئیں جہاں ان کو اخلاقی تعلیم دیجائے مسلمانوں کی یونیورسٹی کے لئے ۳۰ لاکھ روپے کی ضرورت ہو جو ۱۰ سال کے عرصہ میں جمع



ایڈیٹوریل نوٹس

فورمن کرسچن کالج لاہور کے بورڈ آف ڈائرکٹرس نے ارادہ کیا ہے کہ کالج کو اعلےٰ درجہ کا بنانے کے واسطے کم از کم پندرہ لاکھ روپیہ جمع کیا جاوے۔ اُن تمام مقاصد کو جو ڈائرکٹروں کے مدنظر ہیں برلانے کے لئے اس سے کم روپے سے کام نہیں چل سکتا۔ امریکن اور ہندوستانی پروفیسروں کے لئے ایک بڑی رقم کی ضرورت ہوگی۔ ایک لائبریری کیلئے ساٹھ ہزار روپیہ۔ کالج کے متصل امریکن اور انڈین پروفیسروں کے لئے تین گھروں پر معہ زمین ۴۵ ہزار روپیہ خرچ ہوگا۔ انڈین پروفیسروں کی پنشن کے متعلق ساٹھ ہزار روپیہ ہونا چاہئے کیمیکل اور بیالوجیکل کے متعلق تمام سامان مہیا کرنے اور طالب علموں کو سکھلانے کے لئے ۴۵ ہزار روپیہ کافی ہوگا۔ تیرنا سکھلانے کے لئے ایک تالاب بنانے کے لئے ۱۵ ہزار روپیہ خرچ ہوگا۔ اُمید کی جاتی ہے کہ ڈائرکٹر اس قدر روپیہ حاصل کرسکیں گے اور کالج جلد اعلیٰ درجہ کا کالج ہوجائیگا۔

نیویارک کے ایک طبی رسالہ میں ڈاکٹر وولسٹن۔ ایس کارنل صاحب نے سکول کے لڑکوں کی بینائی کے متعلق بہت ضروری واقعات شائع کرائے ہیں۔ نیویارک میں ۰۷۶ء۹، طالب علموں کی آنکھوں کا امتحان کرکے دیکھا کہ ۱۶ فیصدی سے کچھ زیادہ کی بینائی میں نقص ہے فیلڈلفیا میں ایک لاکھ چالیس ہزار میں ۲۸ فیصدی کی بینائی خراب تھی۔ لنڈن میں بیس ہزار میں سے ۴۲ فیصدی کی بینائی میں نقص تھا۔ علاوہ اس کے انہوں نے اس بات کے جاننے کے لئے کہ بینائی کا پڑھائی سے کہانتک تعلق ہے ۲۱۹ لڑکوں کا امتحان لیا جس سے مندرجہ ذیل نتیجہ نکلا۔

لڑکے	حساب	جغرافیہ	ہجے	اوسط
تندرست بینائی والے	۶۹	۷۴	۶۸	۷۰
معمولی بینائی والے	۶۰	۷۱	۶۶	۶۳
خراب بینائی والے	۶۶	۶۰	۷۱	۶۹

ان طالب علموں کو پھر تین جماعتوں میں تقسیم کیا گیا اور معلوم ہوا کہ ہوشیار طالب علموں میں سے ۲۲ کی بینائی عمدہ ا اور ۳ کی معمولی اور ایک کی خراب تھی۔ معمولی ذہین طالب علموں میں سے ۳۰ کی بینائی عمدہ، ۶ کی معمولی اور ۳ کی خراب تھی۔ کند ذہن طالب علموں میں سے ۴ کی بینائی عمدہ ۱۱ کی معمولی اور ۱۰ کی خراب تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بینائی کا تعلیم کیساتھ بہت کچھ تعلق ہے۔ اس واسطے والدین کو اپنے بچوں کی بینائی کا بڑا خیال رکھنا چاہئے۔

مدراس کی گورنمنٹ نے مدراس یونیورسٹی کو پچاس ہزار روپیہ دیا ہے کہ کالجوں اور سکولوں کی تعطیلوں میں جگہ بجگہ لیکچروں کا انتظام کیا جاوے۔ یونیورسٹی اس روپے کو سود پر رکھکر صرف سود سے ہی اس کام کو کرائیگی۔ اگر زیادہ روپے کی ضرورت ہوگی تو فیس سے یا یونیورسٹی کی کسی اور فنڈ سے دیا جاسکتا ہے۔ اس قسم کے لیکچروں کی نہ صرف مدراس کے شہروں اور قصبوں کے لئے ہی ضرورت ہے۔ بلکہ ملک کے ہر صوبہ کے لئے ایسے لیکچروں کا بندوبست کرنا ضروری ہے عوام الناس کو تعلیم دینے کا یہ بہت عمدہ طریقہ ہے۔ اُمید ہے کہ پنجاب گورنمنٹ بھی اس کی ضرورت کو پہچانکر پنجاب کے لئے کوئی اس قسم کا بندوبست کرے گی۔

بنگال کی تعلیم کے متعلق گذشتہ سال کی رپورٹ میں محکمہ تعلیم کے ڈائرکٹر نے بیان کیا ہے کہ والدین اور محافظ اور سکولوں اور کالجوں کے اُستاد یہ پہچانتے جاتے ہیں کہ طالب علموں اور لڑکوں کا تعلیم حاصل کرتے ہوئے پولیٹکل معاملات میں دلچسپی لینا یا اُن کو ایسے اُستادوں سے جو پولیٹکل معاملات میں سرگرم ہوں تعلیم حاصل کرنا کیسا نقصان دہ اور خطرناک ہے یقین کیا جاتا ہے کہ والدین اور محافظ اس کو پہچان کر لڑکوں کو اس خوفناک پولیٹکل لہر میں پڑنے سے بچاکر اپنے بچوں اور ملک کا بہت بڑا فایدہ کریں گے۔

ہمیں یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ دیسی ریاستوں میں ہندوستانی مسیحیوں کی تکلیفات کی نسبت" پارلیمنٹ میں سوال کیا گیا ہے۔ انڈر سیکرٹری آف سٹیٹ کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ سے ہندوستانی مسیحیوں کی موجودہ حالت کی نسبت رپورٹ مانگی گئی ہے یہ تمام معاملہ لارڈ مارلے کی خدمت میں پیش کیا جاویگا اور اُمید ہے کہ کوئی خاطر خواہ نتیجہ نکلیگا۔ مسیحیوں کی تکلیفات کا معاملہ اس سے پہلے کئی بار میسور دربار کے روبرو پیش ہوا ہے لیکن افسوس ہے کہ کچھ نہیں کیا گیا۔ کچھ عرصہ گذرا ہوگا کہ سر نہری نور صاحب نے مسٹر براڈرک سے اس امر کی نسبت سوال کیا تھا جس پر میسور دربار کی طرف سے ایک کمیشن جس میں ایک ہندوستانی مسیحی ایک یوروپین چیف جج اور چند ہندو افسر شامل تھے مقرر کی گئی تھی رپورٹ بھی تیار کی گئی تھی مگر افسوس ہے کہ کچھ کیا نہیں گیا۔ معاملہ وہیں کا وہیں چھوڑ دیا گیا۔ یہ حال نہ صرف میسور کا ہی ہے کہ اگر کوئی ہندو مسیحی ہوجاوے تو تمام جدی جائیداد اور خاندانی حقوق سے محروم ہوجاتا ہے بلکہ ٹراونکور اور کوچین کا بھی یہی قانون ہے۔ کم و بیش ایسا حال پنجاب کی بعض ریاستوں میں بھی ہے۔ اب جبکہ یہ معاملہ ہماری گورنمنٹ کے سامنے آگیا ہے اُمید ہے کہ گورنمنٹ بے چارے مسیحیوں کی تمام مشکلات کو معلوم کرکے کوئی ایسا قانون جاری کرے گی کہ ریاستوں میں پوری مذہبی آزادی کے مطابق لوگوں کو عمل کرنے کا موقعہ ملسکے۔

ہندوستانی مسیحی جگہ بجگہ ہندوستانی مسیحیوں کی مشترکہ کانفرنس کے منعقد کرنے کی نسبت سوچ رہے تھے اور بعض اس قسم کی کانفرنس کے قایم کرنے سے جھجکتے

ہی تھے کہ براہمو سماج نے مدراس میں تھیسٹ آل انڈیا کانفرنس منعقد کی۔ اس کے جلسے موریل ہال میں کئے گئے تھے۔ حاضرین کی تعداد بہت تھی اور جلسوں میں سرگرمی بھی ظاہر ہوتی تھی۔ نیشنل کانگرس کے باعث ہندوستان کے تمام حصوں سے ڈیلیگیٹ آئے ہوئے تھے۔ براہموؤں نے اس موقعہ سے فایدہ اٹھاکر دو دن کے لئے تھیسٹ کانفرنس بھی منعقد کرلی۔ کانفرنس کے حاضرین کی تعداد کا خیال کرکے ہر ایک سرگرم مسیحی کو خوشی ہوتی تھی کہ وہ وقت دور نہیں ہے کہ ہندوستان سے قدیم بت پرستی اور ویدانت وغیرہ کی تعلیم دور ہو کر خدا کو باپ اور بنی آدم کو بھائی جاننے کی سادہ تعلیم جاری ہو جاویگی اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ یسوع کو جس نے خدا باپ اور بنی آدم کو بھائی کی عملی تعلیم جاری کی ہے۔ پہچانکر حیات ابدی حاصل کریں گے۔

پریسیڈنٹ روزویلٹ نے ایک وعظ دیتے ہوئے فرمایا کہ لڑکے کی نسبت میرا آئیڈیل یہ ہے کہ وہ بڑا ہوکر اپنی اور اپنی بیوی بچوں کی پرورش کرنے کے قابل ہوسکے امریکن شہری ہونے کے لئے اُس کو اپنی ذاتی عزت کو قایم رکھنا اور ایسے طور پر زندگی بسر کرنا چاہئے کہ اُس سے کسیکو نقصان نہ پہونچے کبھی کبھی ہم کسی والد کو یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ میرا لڑکا ہوشیار ہے۔ اگر اس سے اس کا یہ مطلب ہو کہ لڑکا محنتی سمجھدار اور بھروسے کے لایق ہے تو بہت اچھی بات ہے۔ لیکن اگر ہوشیار ہونے سے مراد ہو کہ وہ چالاک ہے اور سچائی اور دیانت داری کی راہ سے اِدھر اُدھر ہوکر چالاکی سے اپنا کام نکال لیتا ہے۔ تو یقیناً وہ لڑکا ملک کا دشمن ہونے کیلئے بڑھ رہا ہے۔

الکوحل نے فرانس کے باشندوں کو بہت ہی نقصان پہونچایا ہے۔ وہاں کے اچھے لوگوں نے اس کے برباد کرنیوالے نتیجوں کو دیکھکر اس کی مخالفت میں کوشش شروع کردی ہے فرانس کے مشہور شخص ایم۔ جونس کلیرٹی اس کی بیخ کنی میں بڑا حصہ لے رہے ہیں۔ ایم جونس کلیرٹی صاحب فرماتے ہیں کہ فرانس میں ایک قسم کی شراب استعمال کی جاتی ہے جس میں سب سے زیادہ نقصان دہ الکوحل ہوتا ہے سنہ ۱۸۸۰ء سے سنہ ۱۹۰۱ء تک اس کا خرچ ۵ء۷ لاکھ گیلن سے ۵۰ لاکھ ہوگیا ہے یہ برائی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اس کی تجارت کو روکنے کیلئے ایک قانون بھی جاری کرنے کی تجویز کی گئی ہے جس کا منشا یہ ہے کہ یکم جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کے بعد سے اس کی تجارت قطعی بند کیجاوے پچھلے سالوں میں ٹیوبرکلوسس جو ایک قسم کی تپ دق کی مرض ہے۔ فرانس میں بہت بڑھ گئی ہے اور ڈاکٹر بورنول صاحب کہتے ہیں کہ اس خوفناک بیماری کا بڑا سبب الکوحل ہی ہے

پادری مارٹن صاحب جو پیپی ٹیرین مشن سے تعلق رکھتے ہیں اور وسط افریقہ میں کام کر رہے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ یہاں کے لوگ اپنے بتوں کو چھوڑکر مسیحی دین کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ چھ ہزار سے زیادہ اشخاص ایک سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد بپتسمہ پاچکے ہیں ستر مبشر جو اس ملک کے رہنے والے ہیں اس پاک خدمت میں ہماری مدد کر رہے ہیں اور اُس پاس کی اقوام میں انجیل کی بشارت دے رہے ہیں اٹھائیس راجوں نے اپنے بیٹیوں کو تعلیم حاصل کرنے کیلئے مشن سکولوں میں بھیجا ہے۔

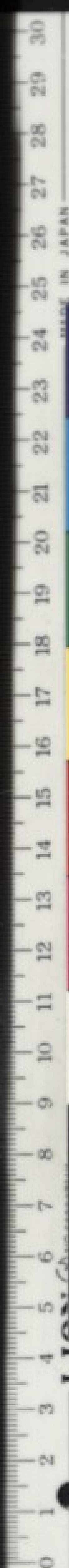
اگر ہم خدا کیساتھ چلنا چاہیں تو ایسی جگہ نہ جائیں جہاں مسیح نہیں جاسکتا یا نہیں جانا چاہتا۔ کئی اشخاص اُن راہوں کو جن میں انہیں چلنا چاہئے عبور کر جاتے ہیں اور کئی شخصوں کو تعجب ہوتا ہے کہ انہیں دین میں کچھ خوشی حاصل نہیں ہوتی۔ سبب اس کا یہ ہے کہ وہ ایسی جگہ جاتے ہیں جہاں یسوع اُن کے ساتھ جا نہیں سکتا۔ مبارک ہے وہ آدمی جو شریروں کی صلاح پر نہیں چلتا۔ اگر تم مسیح کیساتھ چلنا چاہتے ہو تو شریروں کی صحبت ترک کرو اور بُری جگہ سے دور رہو۔

ایک عالم فرماتا ہے کہ اس دنیا میں کوئی چیز ایسی ضروری نہیں جیسے کہ بچے اور نہ ہی کوئی چیز بچوں سے بڑھکر دلچسپ اور دلکش ہے۔ اگر آپ کسی بات میں نیکی کرنے کی خواہش کرتے ہیں اور اس دنیا کو مستقل فایدہ پہونچانا چاہتے ہیں۔ تو بچوں کے لئے کچھ کیجئے۔ اگر آپ دانا بننا چاہتے ہیں تو بچوں کی حالت دریافت کیجئے۔ ہر ایک آدمی کے لئے موقعہ نہیں ہے کہ وہ مجروحوں یا بیماروں کی خدمت کرسکے یا قیدیوں کا ہمدرد ہوسکے۔ مگر ہر ایک کے لئے ہمیشہ موقعہ ہے کہ کسی بچے کو بچانے کیلئے کچھ نہ کچھ کرسکے۔

ریویو

صنعت و دستکاری کی ترقی } یہ اصلاح کے سلسلہ میں سی ایل ایس کا دوسرا رسالہ ہے۔ جو ڈاکٹر جان مرڈوک صاحب کی تصنیف ہے اس میں تمہید کے بعد روئی کے کارخانوں، صنعت جوٹ، بافندگی، ریشم کی پیداوار، دباغی، لوہے کے کارخانوں، ساخت شیشہ اور دیگر مصنوعات کا بیان کرکے مرحوم مسٹر جسٹس رانا ڈے کے ایک مضمون سے جو مصنوعات ہند کی ترقی کی نسبت تھا اقتباس پیش کیا گیا ہے اور صنعت و حرفت کے متعلق مشہور شخصوں مثلاً مسٹر جے۔ این ٹاٹا۔ راجہ رام موہن رائے۔ سر جامست جی جی جی بھائی کی زندگیوں کا حال مندرج کیا گیا ہے۔ کاغذ، لکھائی، چھپائی اعلیٰ درجہ کی ہے ترجمہ سلیس اور بامحاورہ ہے ہر ایک شخص کو جو اردو پڑھ سکتا ہو اور اپنے ملک کی بھلائی کا کچھ بھی خیال کرتا ہے اس پمفلٹ کو ضرور پڑھنا چاہئے قیمت ۲/

کرسچن بک سٹور لودھیانہ سے ملسکتا ہے۔





الہام بائبل

بائبل کی تعجب خیز تالیف

ہم اس انجیل کو ایک کتاب کہتے ہیں لیکن چھیاسٹھ علٰحدہ مختلف کتابیں تیس یا چالیس مصنفین کی اس میں موجود ہیں۔ اگر بالفرض محال کوئی شخص آستر کی کتاب کو نہ مانے۔ اور اگر وہ نہیں مانتا تو نہ سہی۔ اس کتاب کو چھوڑ کر بھی پینسٹھ کتابیں جو بچیں ان کے ساتھ متحدہ کیا کریگا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں باب غلط ہو اچھا غلط رہنے دو۔ لیکن اگر فرض کرو۔ کہ کسی پر خون کا جرم لگایا گیا ہو۔ اور چھیاسٹھ شخص اس کے خلاف شہادت دیں تو کیا نتیجہ ہوگا۔ اگر ایک کو جھٹلایا تو پینسٹھ شخص بچ رہیں گے اور اگر دو کو جھٹلایا تو چونسٹھ اور اگر تین کو جھٹلایا تو تریسٹھ آخر میں ستے تو بھی باقی رہیں گے۔ کہ اسے پھانسی ہو جاوے۔ کیا آپ یہ بات نہیں سمجھتے کہ یہ کتاب ہرگز نہیں جھٹلائی جا سکتی جب تک کہ ایک ایک کتاب علیحدہ علیحدہ نہ جھٹلائی جاوے۔ ہر کتاب اپنی ہی سچائی کی شہادت دیتی ہے۔ اور اپنی ہی خوبیوں کی وجہ سے قایم ہے اور ایک دوسرے سے پیوستہ ہے۔ اگر تم سے ہو سکے تو ایک کو نکال ڈالو۔ مگر اس کو بھی میں ایک اہم کام سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ان کتابوں کا تعلق اس طرح پر ہے کہ سب ملکر قایم رہیں۔ کیونکہ سب کو ایک ہی روح نے الہام دیا ہے۔

اس کتاب کی تالیف تعجب خیز ہے۔ اسے بادشاہاں شہنشاہاں شاہزادگان۔ شعرا۔ حکما۔ فلسفیان۔ ماہیگیران مدبرین۔ دانندگان علوم مصر۔ تعلیم یافتگان مدرسہ بابل و تعلیم یافتگان از معلمین و استادان یہود بیت المقدس نے لکھا ہے کہ ایسے اشخاص بدشدہ نے جنگلوں میں اور خیموں میں سبزہ زاروں میں اور آب ایستادہ کے ساحلوں پر لکھا ہے اس کے مطابق محصول لینے والے بکریاں چرانے والے۔ انجیر جمع کرنے والے ہیں۔ غربا و امراء۔ مدبرین۔ واعظین۔ جلاوطناں۔ سرداران مقننین۔ منصفین۔ خلاصہ یہ کہ ہر درجہ اور ہر رتبہ کے اشخاص کا ذکر اس تعجب خیز کتاب میں ہے جو کہ کتاب نہیں بلکہ دراصل کتب خانہ ہے کیونکہ یہ تواریخ۔ شجرہ۔ علم نسل۔ قانون۔ اخلاق۔ پیشینگوئی۔ نظم۔ فصاحت۔ طب۔ آئین صحت۔ دستور کفایت۔ اور اعلیٰ قواعد ذاتی و ملکی روش سے پر ہے۔ اس میں سب اقسام کی تحریرات موجود ہیں۔ لیکن اگر چھیاسٹھ کتابیں اسی طریق پر معمولی اشخاص کی لکھی ہوئیں ہوتیں کہ ہندوستان میں گرد ہوتی [illegible] فرض کیجئے کہ چھیاسٹھ کتابیں مختلف ڈاکٹروں کی تصنیفات سے لی جائیں جنہوں نے کہ مختلف مدارس میں تعلیم پائی ہو۔ اور جو کہ انگریزی۔ یونانی۔ ویدک وغیرہ کے طریق پر ہوں اور ان کو یکجا کر کے کسی شخص کا علاج ایک وقت میں ان سب کے مطابق کیا جائے تو وہ کونسا بیوقوف ہوگا جو ایسے معالجہ کے خطروں کو قبول کریگا۔ یا فرض کیجئے کہ چھیاسٹھ مدبرین سے تو سیاست پر کتابیں جمع کروائے اور چھیاسٹھ علماء سے دینی کتابیں لکھوائے اور جب یہ کتابیں لکھی جائیں تو دیکھئے کہ آیا آپ کوئی مضبوط رشتہ جو سب سے تعلق رکھے پا سکتے ہیں یا نہیں۔

علاوہ ازیں اس کتاب کی تالیف میں پندرہ سو برس لگے ہیں۔ اور جس شخص نے کہ آخر حصہ لکھا ہے اسے اس کتاب کے شروع کا حصہ لکھنے والے سے بالکل تعلق نہ تھا۔ ان اشخاص نے ایک دوسرے سے جداگانہ لکھا۔ ایسی کتاب کیونکر لکھی اور اور کتابیں تو پندرہ بیس برس میں معدوم ہو جاتی ہیں لیکن یہ کتاب مدت مدید سے قایم ہے۔ اور ہمیشہ ہر زمانہ کے عقل وخیال سے بالا رہی۔

فرض کیجئے کہ تیس یا چالیس آدمی اس دروازے سے آئیں۔ ایک تو امریکا سے آتا ہو۔ دوسرا چین سے تیسرا فرانس سے اور باقی ماندہ بھی علیٰ ہذا القیاس مختلف مقامات سے آتے ہوں اور ہر شخص کے ہاتھ میں سنگ مرمر کا ایک عجیب شکل کا ٹکڑا ہو اور فرض کیجئے کہ میں ان کو دوں کو ترتیب دیکر ایک عمدہ اور نفیس بت بشکل انسان بنا دوں اور آپ لوگوں سے استفسار کروں کہ حالانکہ یہ اشخاص ایک دوسرے سے کبھی شناسا نہیں تھے پھر ان لوگوں نے اسقدر خوبصورت بت کیونکر تراش لیا تو آپ ارشاد فرماوینگے کہ یہ تو کوئی عجیب نہیں ہے ایک آدمی نے پوری شکل بھی اور مختلف نمونہ بناکر مختلف مقامات پر بھیج دیئے اور ہدایت کردی۔ کاریگروں نے نمونہ اور ہدایت کے مطابق کام کیا اور جب وہ کام تمام ہوگیا تو لازمی طور پر بالکل چست و درست ہوگا۔ اچھا تو اب میری سنئے۔ یہ ایک کتاب ہے کہ مختلف مقامات سے آئی ہے۔ مختلف رتبوں کے اشخاص نے لکھی ہے پندرہ سو سال تک مختلف اوقات میں لکھی گئی ہے اور اس پر بھی اسکا ہر جز ایک دوسرے کے مناسب اور موزوں ہے۔ یہ کیسے ہوا! "خدا کے پاکباز لوگ روح القدس کی مدد سے بولے ہیں"۔ تمام کتاب بائبل کے الہام کا نتیجہ ہے تمامی کتاب سے ایک صدا آرہی ہے اور وہ صدا خدا کی صدا ہے جو خود مختیاری سے کلام کرتا ہے۔

میں اس کتاب کو اس اثر کی وجہ سے جو یہ آدمیوں پر ڈالتی ہے۔ کلام خدا کہتا ہوں۔ ایسے بہت سے لوگ ہیں جو فلسفہ۔ ہیئت۔ ارضیات۔ جغرافیہ۔ ریاضی پڑھتے ہیں لیکن آپ نے کبھی کسی کو یہ بھی کہتے سنا کہ میں پہلے بدکار اور دین سے خارج۔ نشہ باز۔ ننگ قوم۔ اور باعث تکلیف دنیا تھا۔ لیکن جب سے مجھے ریاضی سیکھنا یا ریاضی کا شوق ہوا۔ ارضیات شروع کی۔ ایک ہتھوڑی لیکر چٹانوں کی توڑ کر زمین کی ساخت کی تحقیقات شروع کی۔ اس وقت سے تمام دن خوش خوش رہتا ہوں۔ اور ہر وقت طبیعت کو جوش غضب کو سرور دل کو اطمینان رہتا ہے اور اس وقت سے میرے گھر میں ہر طرح صحت اور فضل ہے۔ کیا آپ نے کبھی کسی کو اپنی بے اعتدالیوں۔ گناہوں اور برائیوں کی وجہ سے بخشش اور شفاعت کا سلسلہ ضرب یا علم ریاضی۔ یا علم ارض کو بھی بتلاتے سنا ہے!؟ لیکن میں آپ کو ایک یا دو [illegible]

بلکہ ہزاروں ایسے بتلا سکتا ہوں جو آپ سے کہیں گے کہ انجیل کے الفاظ سننے کے قبل میں کم بخت تھا۔ میرا انجام بگڑ گیا تھا۔ میں نے اپنی غریب بوڑھی ماں کا دل توڑ ڈالا تھا۔ میں نے اپنے خاندان کو تباہ کر دیا تھا۔ میری بیوی شکستہ دل اور افسردہ خاطر تھی۔ میرے لڑکے میری آمد سے بھاگتے تھے میں تباہ و برباد۔ بے یار۔ بے در اور مایوس تھا اور وہ اُن الفاظ کو بھی بتلائیں گے جنہوں نے کہ ان کے دل پر اثر کیا اور اُن کی حالت بدل دی۔ ممکن ہے کہ وہ یہ ہوں ”اے وہ جو مشقت کرتے ہیں اور بوجھ سے دبے ہوئے ہیں میرے پاس آویں میں اُن کو آرام دونگا“ یا یہ ہوں کہ ”دیکھو خدا کا برّہ جو دنیا کے گناہوں کو اُٹھا لیتا ہے“ یا یہ ہوں ”خدا نے دنیا کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا دیا تاکہ جو اس پر ایمان لادے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے“۔ وہ تم کو وہی الفاظ جن سے کہ اُس کی روح نے چھٹکارا پایا بتلا سکتا ہے اور جب سے کہ وہ الفاظ اس کے دل پر نقش ہو گئے ہیں اُس کو اُمید بندھ گئی ہے اُس کا دل خوش رہنے لگا ہے اور اُس کی زبان پر شکر کے کلمے جاری ہو گئے ہیں۔ وہ آپ سے یہ بھی بیان کریگا کہ اُس کی بیوی کی پژمردہ صورت پر صحت کے آثار نمایاں ہو گئے ہیں۔ اس کے مکان کے سامنے سے خس و خاشاک صاف ہو گیا ہے اُس کے پھٹے کپڑے عمدہ لباس سے تبدیل ہو گئے ہیں اُس کے لڑکے اُس کے پاس خوشی سے دوڑ کر آنے لگے ہیں۔ اور اُس کی میز کھانا آتش خانہ میں آگ۔ مکان میں آسودگی اور آرام رہنے لگا ہے وہ ان سب باتوں کے علاوہ یہ بھی کہیگا کہ یہی کتاب انجیل ان سب تبدیلیوں کا باعث ہوئی ہے۔

یہ کتاب ایسے ہی معجزے دکھلاتی ہے اور روز دکھلاتی ہے اگر آپ کے پاس کوئی دوسری کتاب ایسی ہو جو ایسے کام کرے تو اُسے دکھلائیے۔ کام تو ضروری ہے ہونا ہی چاہئے۔ اگر آپ پاس کوئی اور کتاب ہو جو اس کو انجام دے سکے تو خدا کے واسطے اُسے لائیے لیکن فی الحال جبتک کہ ہم اُسکا انتظار کریں اور چونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ کتاب اس کام کو پورا کریگی ہم کو اسی کو استعمال کرنا چاہئے جبتک کہ ہم اس سے بہتر نہ پا جاویں۔

بائبل اپنی آپ شاہد ہے

وہ خود کتاب ہی ہے جس کی ہمیں اشد ضرورت ہے۔ وہ خود اپنی اعلےٰ درجہ کی شہادت اور حجت ہے۔ عیسائی کبھی کبھی کلام خدا کی حمایت کی کوشش کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک درجن کتے ایک شیر کی جو کٹہرے میں بند ہو حفاظت کرنے کی کوشش کرتے ہوں حالانکہ مناسب یہ ہے کہ کٹہرا کھول کر شیر کو نکال دیں اور پھر وہ اپنی حفاظت خود کریگا۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ ہم خدا کا کلام پیش کریں۔ اور روح القدس کی تلوار کو اپنی طاقت کا خود ثبوت دینے دیں کیونکہ وہ روح کو جان سے جدا کرنے والے پر بھی اپنا اثر ڈالتی ہے۔

تمثیلاً فرض کیجئے کہ اس شہر کے سب اچھے آدمی صرف ایک سال کیلئے انجیل کو آزما دیں۔ فرض کیجئے کہ آج ہی شب سے آپ شروع کر دیں اور کہیں کہ ہم نے اس کتاب کی حقیقت سنی ہے۔ اور ہم ایک سال کے لئے اس کی نصیحت پر عملدرآمد کرنا شروع کرتے ہیں۔ کیا نتیجہ ہوگا؟ جھوٹ چوری۔ مے نوشی۔ بد شرابخوری۔ غیبت۔ شرارت۔ زنا۔ دغابازی۔ غرضکہ کل برائیاں موقوف ہو جائیں گی۔ ہر مرد نیک مرد اور ہر زن نیک زن ہو جاویگی۔ ہر مرد عمدہ شوہر یا باپ یا بھائی۔ اور ہر عورت عمدہ بیوی یا ماں یا بہن ہو جاویگی قوم میں ہر شخص صلح جو ہو جاویگا۔ جھگڑے۔ بکھیڑے۔ لڑائی۔ مقدمے سب موقوف ہو جاوینگے۔ وکلا قریب قریب بھوکوں مرنے لگیں گے۔ ڈاکٹروں کی مشق کم ہو جاویگی۔ کچہریاں بے سود ہو جاویں گی۔ جیلخانہ اور حوالات خالی ہو جاویں گے۔ خیرات خانہ ویران ہو جاویں گے۔ مرض چند ضعیف گذشتہ نسل کے باقی رہ جاویں گے۔ سب کی پرورش عمدہ ہو جاویگی اور سب کی خبرگیری عمدہ طریقہ پر ہونے لگیگی۔ اور آج ہی چاروں انگ عالم میں یہ خبر مشتہر ہو جاویگی اور جیسے ہی بوسٹن میں یہ سنائی دیگا کہ ”اسپنسر میں زمانہ کیا خوب گذر رہا ہے۔ سب لوگ انجیل کے احکامات کے مطابق عمل کرنے لگے ہیں“ یہ خبر اسپرنگ فیلڈ۔ بوسٹن۔ نیویارک کے کل اخبارات میں شایاں ہو جاویگی۔ اور بذریعہ تار ہر جگہ یہ خبر بھیجی جاویگی۔ لوگ کلیولینڈ۔ سنسنٹی۔ چکاگو۔ سینٹ لوئی نیو بیڈفورڈ۔ فال ریور۔ اور پورٹ لینڈ میں اسے سنیں گے نامہ نگاراں تحقیقات کرنے لگیں گے۔ یہ دریافت ہونے لگیگا۔ کہ آیا اسپنسر میں کوئی مکان کرایہ کا ہے؟ کوئی مزارع فروخت ہونے والا ہے؟ کسی مکان پر چٹھی پڑنے والی ہے؟“ بہت ساہوکار یہاں آویں گے کوئی بوسٹن کا باشندہ اگر دریافت کرنے لگیگا کہ میں اسپنسر میں کیوں رہنا چاہتا ہوں۔ ”شہر کے بلوہ و غلہ سے طبیعت اکتا گئی ہے۔ علاوہ اس کے میں ایسے مقام کا متلاشی ہوں جہاں اپنی اولاد کی تربیت کر سکوں اور وہ آوارگی میں نہ مبتلا ہونے پاویں“ ہر مقام سے لوگ یہاں آنے لگیں گے۔ اس سے جائداد کی قیمت چھ ہی ماہ میں پچیس فیصدی بڑھ جاویگی۔ ٹیکس کم ہو جاوینگے۔ اور جائداد کی مانگ ہو جاویگی۔ دور نزدیک کے لوگ یہاں آنا چاہیں گے اور جو یہاں رہنے کے قابل ہوگا وہ ہرگز یہاں سے چلا جانا پسند نہ کریگا۔ یہ باتیں انجیل کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے فوراً ظہور میں آوینگی اچھا اب اگر کوئی کتاب کسی قوم کے لئے آشکارا کرے تو وہ کس قسم کی کتاب ہوگی؟ ایسی کتاب خدا کی کتاب ہوگی یا شیطان کی؟ میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ ایسی کتاب جس سے ایسے اثر ظہور میں آویں۔ ضرور خدا کی کتاب ہوگی۔ اور اُس ہی نے اُس کا الہام دیا ہوگا۔



مراسلات

لکچر

ہندوستان کی ترقی کی اُمید کی بنیاد اور رُخِ زمانہ

دوسرے زمانے کا رُخ کسی قدر ایک اور بات کی طرف بھی نظر آتا ہے اور وہ قومی مذہب ہے۔ یہ رُخ پہلے کی نسبت کچھ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اور ہم کچھ عرصے کے لئے اس پر بھی غور کریں گے کہ قومی اور عالمگیر مذہب کیا ہے اور کہ ہندوستان کی ترقی کی اُمید کی بنیاد ہمارا قومی مذہب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

مذہب بیشک اچھی چیز ہے بہت اچھی چیز ہے۔ سب سے اچھی چیز ہے۔ اور انسان کیلئے ضروری چیز ہے وہ مذہب کے بغیر رہ نہیں سکتا اور نہ اس سے بھاگ سکتا ہے۔ مذہب ایک قوت ہے جو عقلی اور اخلاقی قوت ہے۔ جو جاہل اور وحشی قوموں میں بھی قصبے بناتی۔ رسومات تجویز کرتی۔ قانون بناتی۔ سوسائٹی قایم کرتی اور ہنر ایجاد کرتی ہے۔ ہاں مذہب ایسی قوت ہے جو مختلف نسل کی گروہوں میں راہ کرلیتی ہے اور اُن کو باہم ملا بھی دیتی ہے یہ ساری باتیں مذہبی خیال کے نتیجے ہیں۔ جو انسان کی عقل و ضمیر میں از خود ہی اُٹھتے ہیں۔ سائنس اور فلاسفی اور تواریخ کے بیان اور تحقیقاتیں پیچھے آتے ہیں۔ مذہب، کو کامل یا ناقص۔ صحیح یا غلط اور مفید یا نکمی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مگر ہر صورت اپنی اپنی جگہ مذہب ہے۔ اس حال میں جو کوئی مذہب کی سب سے کامل صورت پیدا کر سکے وہی ہمارا سچا اور سب سے بڑا مربی ہوگا۔ یعنے ایسا مذہب جو ہماری کل انسانیت کی ترقی کا باعث ہو۔ اس زندگی میں اور آئندہ زندگی میں بھی۔ کچھ مضایقہ نہیں گر وہ قومی مذہب ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی مذہب فی الواقعی ایسا مختص بالقوم ہے کہ اُس قوم کی حد کے باہر اُس کے فائدے کچھ نہیں ہیں بیکار ہیں تو اُس کے اُس قوم کے لئے مفید ہونے میں بھی شک ہے۔ اور ہر قوم کو اپنا اپنا مذہب اچھا لگنا اُس کے مفید اور ضروری ہونے کی دلیل نہیں ہے اور کسی مذہب کا ضروری اور فایدہ مند ہونا۔ اُس مذہب کا تجربہ کرنے سے یعنے اُس پر عمل کرنے سے معلوم ہوتا ہے محض زبانی تعریفوں سے نہیں۔ مثلاً اگر ہندو مذہب پر عمل کرنے سے آدمی صرف ہندو بنجاتا ہو اور انسان نہیں اور اسلام پر عمل کرنے سے صرف عربی بنجاتا ہو اور انسان نہیں اور انجیل پر عمل کرنے سے صرف یہودی بنجاتا ہو اور انسان نہیں تو ایسے سارے قومی مذہب بیکار ہیں اور اُن کی پیروی میں صرف ہمارا وقت ضایع کر رہے ہیں۔ اب کیسا تعجب بھی واضح ہو کہ دنیا کی قدیم اور نئی ایک جدید قوموں کے مذاہب صرف قومی مذہب تھے ہر ایک قوم اپنی اپنی راہ چلتی تھی اور اسبات کی پروا نہ تھی کہ دوسری قومیں اُسکا مذہب اختیار کریں ہر ایک میں اپنی اپنی خاص عادتیں تھیں اور دستورات ایسے جو اُنکے جدا جدا باپ دادوں سے چلے آتے تھے۔ اُنکے دیوتے بھی جدا جدا تھے جیسا اُنکی زبانوں میں فرق تھا ویسا ہی مذہبوں میں بھی فرق تھا۔ اگرچہ اکثر زیادہ تر اپنے ملکی حالات کی بہتی بھی اور یہی اُنکے مذہب میں داخل تھے یا یوں کہیں کہ وہ دیوتوں کیلئے کئے جاتے تھے اس قسم کی باتوں سے اُن کو شائستگی مرکب تھی۔ مگر اُن جدا جدا مذہبوں میں سے کسی میں وہ چیز یا قوت نہ تھی جو اُن میں انسانی ترقی کو مدد دینے والی ہوتی۔ یا جس کے آسرے وہ اپنے اپنے طریقوں کو پکڑے رکھتے اور ان طریقوں کو زایل نہ ہونے دیتے۔ یعنے اُن میں ترقی کی اُمید کی کوئی ایسی بنیاد نہ تھی کہ مصیبتوں کے درمیان بھی وہ ہمت نہ ہارتے اور کوئی اُمید دلانے والا بھی ظاہری یا غیبی وقت پر امداد کے لئے نہ جاگا۔ اور اس لئے اُن کو نہ تو اپنی اور نہ دوسروں کی بہتری اور ترقی کے امکان یا تجویز یا تحصیل کا کبھی گمان تک ہو سکا۔ اور جیسا وقت آیا سو چلا یا جو گذری سو واہ واہ گذری اور بس۔ اور آخرکار وہ وقت آگیا کہ اُن کے مذہبی دستور سب جاتے رہے وہ لوگ تو خود اپنی مدد کر سکے اور نہ وہ دیوتے جن کو وہ مانا کرتے اور جن کے نام پر لڑائیاں کیا کرتے تھے۔ اس توضیح سے آپ صاحبان قیاس کر سکتے ہیں کہ قومی مذہب میں کیسی دلکشی اور پایدار قوت لازم ہے۔ اور تب وہ ایک مستقل مشنری مذہب بھی ہو سکتا ہے۔

میرے اہلِ وطن بھی قومی مذہب کے بارے میں بڑی خبرداری سے اپنی روش قایم کریں ہمارے ملک کی ترقی اُس کی کل گروہوں کی ترقی یا تنزل اسی بات پر منحصر ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں قومی مذہب کے جوش کے ابال میں ہم غوطوں کی گردش میں نہ پڑجائیں۔

قومی مذہب کی نسبت ہم کو یہ جان لینا ضروری ہے کہ وہ قومی مذہب جو ہمارے بزرگ تجویز کر گئے تھے اُس میں انسانی ترقی کی اُمید کی کون سی بنیاد ڈالی گئی تھی جس کے سہارے ہم اپنے قومی مذہب کو پکڑے رہیں؟ اُن بزرگوں کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ اُس زمانہ کے لوگ ہندوستان کے اصلی باشندوں کی طرح وحشی نہ تھے۔ لیکن اُن کی بہ نسبت زیادہ تر شائستہ اور ہنرمند تھے۔ اور اُن کے مذہب کو اب قومی مذہب کہا جاتا ہے۔ تو اُس قومی مذہب میں:-

۱۔ انسان کی موجودہ اور آئندہ زندگی کی اُمید کا کیا بیج بویا گیا تھا؟ ہیر اپ آواگون۔ اپ آواگون یعنے آتما کا اور جسموں میں ۸۴ لاکھ جون ہونگے کی مقدم تعلیم کے اثر نے گوتم بودھ کے زمانہ سے کل ہندوستان کے ہندوؤں اور بودھوں کے دلوں میں ایسا سایہ ڈالا کہ یہ لوگ انسانی ترقی کا دنیوی ہو یا دینی باعث گمان کرنے کے قابل بھی نہ رہے۔ ایک شاہزادہ کسی اونے کیڑے کے جنم میں آسکتا ہے اور اونے کیڑا کسی بڑے نامور آدمی کے جون میں جا سکتا ہے اس لازمی آواگون کے خوف میں پڑ کر کسی کو مجال نہ تھی کہ اپنی کوشش اور فکر پر آئندہ بہتری کی کوئی اُمید رکھ سکے۔ جیسا پہلا جون ہوگا ویسے ہی کرم دوسرے میں لازمی ہونگے۔ یہ شخصی اور قومی ترقی کو بھسم کر ڈالنے والی تعلیم ہے۔ ترقی کی اُمید آدمی رکھ ہی نہیں سکتا کس اُمید پر زندگی بسر کرے۔ کرم کرنا تو اپنے بس میں نہیں۔ یہ کیسا اندھیرا ہے؟

۲ - وہ مذہب جس کو اب قومی مذہب کہا جاتا ہے۔

درحقیقت قومی مذہب بھی نہیں تھا بلکہ صرف ذات پات کا بندھن تھا۔ منّو دھرم شاستر کے پہلے ادھیائے کے ۳۱ - اشلوک میں آیا ہے کہ واسطے ترقی عالم کے مکھ سے براہمن کو اور بانہہ سے کشتری کو اور جانگھ سے ویش کو اور پاؤں سے شودر کو پیدا کیا۔ اس خیال کی جڑ رگ وید کا پُرش شکت معلوم ہوتا ہے ان ہی ذاتوں سے پھر انیک ذاتیں ہوگئیں۔ بھائیو دیکھو ہمارے باپ دادے ذات کا بندھن ڈال گئے اور اُس کی تاکید میں شاستر چھوڑ گئے۔ ذات کا بندھن مذہب کا بھی افسر ہے اگرچہ ویدوں میں ۳۳۔ اور پرانوں میں ۳۳ کروڑ دیوتے منوائے گئے ہیں جو مختلف اوصاف میں ایک دوسرے سے برخلاف ہیں۔ اور کچھ اچھے اور کچھ بدچلن بھی ہیں۔ مگر اُن کو بدچلنی کا دوش نہیں۔ کیونکہ سامرتھی بتلائے گئے ہیں۔ اور سامرتھی کو دوش نہیں ہوتا۔ اور اُن کی عبادت میں گیت اور جانوروں کی قربانیاں چڑھانا اور گھی وغیرہ کی باسنا دنیا کا ہی ہو۔ گو اس کو روحانی عبادت نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ اس کا نام مذہب دھرجا سکتا ہے یا دھرم کیونکہ ہندو دستور اور رسمیں ادا کرنے کی بات ہے۔ اور ہندو خود بھی اس کو مذہب نہیں جانتے۔ ہندو مت ایک ایسی سوسائٹی ہے جس میں کسی مذہبی عقیدہ کی بندش نہیں ہے۔ ہندو کو اختیار ہے کہ مختلف اور باہم برخلاف عقیدوں میں سے کسی کو مان لیوے جن سے شاستر اور درشن بھرے پڑے ہیں۔ اور یا کسی کو بھی نہ مانے۔ یعنے چاہے خدا کا منکر ہو۔ خواہ دہریہ ہو۔ اور ہمہ اوست ہو یا خدا کا ماننے والا ہو۔ ویدوں کو ماننے والا ہو خواہ نہ ہو۔ وشنو ہو یا شیو ہو۔ سکھ ہو جاوے یا آریا بندی مگر اس کے ہندو ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اگر اپنی ذات میں قائم ہے۔ یہ آج کی حالت نہیں ہے ہمیشہ یہی حال رہا ہے مزید براں آدمی خواہ چور ہو یا دروغگو یا شرابی۔ مگر ذات پات کی پابندی کرتا ہو تو وہ ہندو پورا ہے۔

بعض عالموں نے ہندوستان کو مذاہب کا مخزن کہا ہے مگر اس حالت میں تو وہ مذاہب کا ایک جنگل نظر آتا ہے جس میں آدمی کو پتہ نہیں لگتا کہ کدھر جاوے اور جہاں کتی یا رہائی ہوتا۔ اسباب میں سوچنی پڑتی کہ ہم بعد اس جنگل کے برباد ہو جائیں۔ یعنے پرتے ہو تو رہائی ہوگی جس کو اور لفظوں میں یوں کہیں کہ نیست ہونے میں مکتی ہے ہندوستان کی یہی بڑی اُمید ہے۔ اگر کیا سچ مچ یہ کوئی اُمید ہے؟ ایسی اُمید پر ہم کیسی زندگی بسر کر سکتے ہیں؟ ترقی کرنیکا کیا خیال آسکتا ہے۔

دیکھو بھائیو اور غور کرو۔ ہمارے بزرگ جو ایسا قومی مذہب بنا گئے جس میں ایک کو دوسرے سے جدا رکھنے کے لئے ذات پات کا بیج بو گئے تو اس قومی مذہب کی رو سے اُنہوں نے دیگر قوموں کی بہتری اور ترقی کی فکر اور کوشش کے لئے کوئی جگہ نہیں چھوڑی تھی۔ وہ اس صداقت کو راکھ کر گئے۔ کہ بنی آدم ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اور نہ اُن کی کتابوں میں کسی ایک خدا کو ماننے کی پابندی ہے جس خدا سے انسان امداد کی توقع رکھ سکتا ہے۔ اور نہ برادرانہ محبت کیلئے کوئی دروازہ کھلا رکھا۔ اور یوں ہندوستان کی قومی ترقی کو بھی روک گئے۔ صرف چند لوگوں کی تعلیم کو جائز رکھا اور وہ بھی شاستروں والی حد کے اندر۔ ایسے قومی مذہب سے ہندوستان ترقی کی کیا اُمید رکھ سکتا ہے؟

باقی آیندہ

ڈاکٹر وتا صاحب

اور

وارث الدین کا سفر یورپ

۲ ستمبر ۱۹۰۸ء کو میں ہندلعت میں تھا جب معمول ہمارا منگو دیکھتا۔ اور جا بجا وعظ کرنے کا کام جاری رہا۔ انہی دنوں اس ملک میں جا بجا اسی بات کا چرچا ہو رہا ہے کہ ہر ایک بوڑھے آدمی کو جس کی عمر ۷۰ برس سے اوپر ہو یکم جنوری ۱۹۰۹ء سے کچھ پنشن ملا کرے۔ ایک دن میں رستہ پر جا رہا تھا کہ دو آدمی جن میں سے ایک ۸۹ برس کا اور دوسرا ۸۰ برس کا تھے۔ آپس میں اسی معاملہ پر گفتگو کر رہے تھے۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ بالفرض پنشن منظور بھی ہوگئی تو ہمارے ہاتھ کیا آئیگا۔ منتظم اور بانٹنیوالے کھا جائینگے۔

آج شام کو مسز طول مجھے ملنے کو آئیں اُنہوں نے بیان کیا۔ کہ جن ایام میں سرکار انگریزی نے پنجاب پر قبضہ کیا۔ میں اپنے شوہر مسٹر طول کیساتھ پنجاب کو گئی۔ میرے صاحب چھاؤنی ہوشیارپور میں رہتے تھے۔ سر جان لارنس اُس وقت گورنر جنرل تھے۔ بڑے کام کرنے والے۔ اُن کو کسی انسان کی پرواہ یا لحاظ نہ تھا صرف کام کا خیال رکھتے تھے۔ اس وقت کام محنت اور کثرت کے باعث ہندوستان میں ۳ ہی سال کے درمیان انگریز کام سے رہ جاتے تھے۔ مگر میں ۲۹ سال تک پنجاب میں رہی اور ایک دفعہ بھی پہاڑ پر نہیں گئی۔ میں اپنے خاوند کیساتھ ہر سال جاڑے کے دنوں میں پورا چھ ماہ کا دورہ کیا کرتی تھی مجھے اپنے ہندوستانی نوکروں کیساتھ بڑا انس تھا۔ اور میں اُن کو بہت پیار کرتی تھی۔ ایک دفعہ میرا سائیس بیمار ہوگیا۔ میں اس کو ہسپتال لے گئی۔ میں نے ڈاکٹر سے کہا کہ اس کا اپریشن ہرگز نہ کرنا۔ بغیر اپریشن کے اس کا علاج کرو۔ ایک دن مجھے خبر ملی کہ ڈاکٹر میرے سائیس کی ٹانگ کاٹنے لگا ہے۔ میں فوراً ہسپتال گئی۔ اور اُسی وقت میں نے سائیس کو اپریشن کی میز پر سے اٹھوا لیا۔ اور اپنے گھر لے آئی۔ خدا کی مہربانی سے وہ بغیر ٹانگ کاٹنے کے اچھا ہوگیا۔ ۶ سال تک ہم بڑودہ میں رہے۔ وہاں کا راجہ گنگوار اکثر ہمارے گھر آیا کرتا تھا۔ اور ہمارے ساتھ کھانا بھی کھاتا تھا۔ ۱۸۶۲ء میں ہم امرتسر گئے۔ اُس وقت ہم نے پہلی دفعہ مشنریوں سے نارووال کا نام اور حال سنا۔ اور میں تم کو دیکھکر کہ تم نارووال کے ہو اُن دنوں کو یاد کرکے بڑی خوش ہوں۔ میرے صاحب عرصہ تک

لاہور چیف کورٹ کے جج رہے۔ اور پھر پنجاب کے فنانشل کمشنر ہو گئے۔ جب میں اول گئی تو اس وقت میری عمر ۱۶ سال کی تھی۔ یہ بزرگ میم صاحبہ ہر سال نارووال مشن کے واسطے ایک ہزار روپیہ چندہ اکٹھا کر کے بھیجتی ہیں۔ اُن کی رائے ہے کہ اسی طرح پنجاب کے ہر ایک مشن کے بڑے اسٹیشن کے واسطے کسی نہ کسی کو چندہ اکٹھا کر کے وہاں بھیجنے کا ذمہ لینا چاہئے۔ اس طرح بہت مدد ہو سکتی ہے۔ انہوں نے مجھے جھنگ بار کے واسطے یکصد غریب مسیحی بچوں کے واسطے کپڑے دیئے۔ یہ میم صاحبہ سنہ ۱۸۹۲ء سے ہندوستان کو چھوڑ کر ولایت میں آئی ہوئی ہیں۔ بہت بزرگ ہیں۔ اس ہفتہ میں مجھے برمنگھم کو جانا پڑا۔ وہاں کئی ایک میٹنگز کیں اور مشن کے واسطے چندہ جمع کیا۔ یہاں اسٹیشن پر پہنچتے ہی بہت عمدہ انتظام مسافروں کا دیکھا۔ کہ بکنگ آفس کے سامنے ایک سپاہی پکار رہا ہے کہ کوئی ٹکٹ لینے والا باقی ہو تو چلا آوے گاڑی جانے والی ہے۔ کاش اس طرح کی مہربانی ریل والے ہندوستان کے حال پر بھی کریں۔ جہاں کہ دیہاتی لوگ بیچارے صرف ناواقفی کی وجہ سے کئی کئی گاڑیاں رہ جاتے ہیں۔

ڈبلن میں ایک صاحب مسٹر ہیتھ بزرگ اور دولتمند آدمی ہیں۔ بڑے دیندار اور صاحب ثروت۔ کبھی کبھی وہ یہاں کے گرجا میں وعظ نماز بھی کرواتے ہیں ۱۳ تاریخ اتوار کو اُن کا وعظ تھا جس وقت وہ وعظ کرنے کو کھڑے ہوئے تو معلوم ہوا کہ وعظ کے نوٹ کا کاغذ گھر میں بھول آئے ہیں۔ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ میرا وعظ تو گھر میں رہ گیا آپ تھوڑی دیر بیٹھیں اور میں لے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ گھر گئے اور اپنا وعظ لے آئے۔ اور سنا دیا۔ بڑی بدمزگی۔ دل لگی والوں کے واسطے اچھی دل لگی ہو گئی۔ لیکن میرے خیال میں ہیتھ صاحب کو وعظ کرنے پر مجبور کرنا۔ اُن پر بڑی سختی ہے یہ صاحب بہت بوڑھے اور اپنے علاقہ کے مجسٹریٹ ہیں۔ اُن کو فرصت کہاں ہوتی ہے۔ بوڑھے آدمی کی یادداشت بھی ایسی ویسی ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ بڑھاپے کے سبب (اگرچہ زندگی بھر میں کام کرتے رہے) پادری ہیمن صاحب اکثر بھول جاتے ہیں۔ کبھی تو نماز میں مقررہ گیت چھوڑ دیتے ہیں اور کبھی کسی دعا کی جگہ کوئی دوسری پڑھ دیتے ہیں۔ ہیتھ صاحب کو بہت کام رہتا ہے اس کا اتنا بڑا کارخانہ ہے کہ اس کے نوکروں کو ہفتہ وار دس ہزار روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔

تعجب ہے کہ ہمارے ہندوستانی بعض بھائیوں کی طرح یہاں بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو مشن کا اعتقاد نہیں کرتے۔ پادری ہیمن صاحب نے مجھے ایک بڈھے صاحب مسٹر ولیم لوکٹ کو ملنے کو بھیجا۔ اثنائے گفتگو میں اُس نے کہا کہ مجھے تو مشن کا کچھ اعتبار نہیں میں تو سُن چکا ہوں کہ جو روپیہ ہم مشن کے واسطے دیتے ہیں۔ وہ ہندوستان میں پہنچتا بھی نہیں اسی جگہ خورد برد ہو جاتا ہے۔ علاوہ اس کے ہمارے اپنے ملک میں غریب تھوڑے ہیں جن کی مدد ہم پر فرض ہے۔ بمصداق مثل۔ اول خویش بعدہٗ درویش۔ یہ صاحب ایک دنیادار۔ عبدالدرہم تھا جب تک میں اُس کے پاس بیٹھا رہا۔ روپیہ پیسہ کا ہی چرچا کرتا رہا۔ اس کے خیال میں جہاں تک میں نے سمجھا۔

پیسہ ہی رنگ و روپ ہے پیسہ ہی مال ہے
پیسہ نہ ہو تو آدمی چرخہ کی مال ہے

ایک دن ایک گوشت بیچنے والی عورت نے مجھے بلایا کہ میں اُس کے ساتھ دعا کروں۔ اور اُس کو خدا کا کلام سناؤں۔ اثنائے گفتگو میں اُس نے مجھے کہا کہ آجکل گرمی کے باعث گوشت کی بکری کم ہے۔ کیونکہ گرمی کے باعث گوشت سڑ جاتا ہے سات پشتوں سے یہ دوکان ہمارے پاس کرایہ پر ہے۔ ۶ روپیہ ہفتہ کرایہ دیتی ہوں۔ میں بہت خوش نصیب ہوں۔ مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں ۸۰ سال کی میری عمر ہے۔ میرا بیٹا بہت نیک بخت۔ اور فرمانبردار ہے۔ وہ بھی تین روپیہ روزانہ کماتا ہے میں رہتی ہوں اس ملک میں ڈاکٹروں کو نوکری نہیں ملتی [illegible] سرٹیفکیٹ حاصل کر کے اپنی پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں بعض اپنی پریکٹس ضرورتاً بیچ بھی دیتے ہیں۔ جیسے ہمارے ملک میں برہمن یا مہتر اپنی سیپ بیچ دیتے ہیں

باقی داشتہ۔ وارث الدین ڈبلن ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۸ء

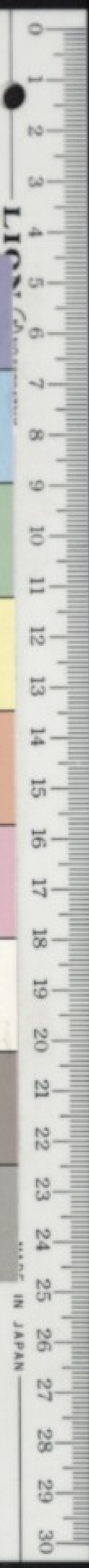
ویدک شائستگی

۱۔ سکونت

ہندوستان اہل ہنود کا نیا وطن ہے اور زند اوستا کا مقابلہ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ایک زمانہ تھا۔ جب اہل ہنود اور اہل فارس کے اجداد باہم یکجا بود و باش کرتے تھے اور دونوں ایک قوم تھے بوجہ زرتشتی اصلاح کے اس قوم میں پھوٹ پڑی اور وہ دو قوموں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک قوم ہندوکش عبور کر کے ہندوستان میں داخل ہوئی اور پہلے موجودہ پنجاب میں اور بعد کو گنگا اور جمنا کے دوآبہ میں پھیل گئی۔ صدیوں تک ہندو آریہ شمالی ہند کے باشندے رہے۔ بعد کو بندھیاچل عبور کر کے دکھن میں بھی جا بسے رگ وید کے منتروں میں دکھن کا ذکر تک نہیں ہے۔ جس حال رگوید ہندو آریہ کی قدیم ترین تصنیف ہے ویدک رشیوں کی ہندوستانی آبادی کے دریافت کرنے میں اس سے بڑھ کر اور کوئی شہادت موجود نہیں ہے۔ رگوید سے اس امر میں ذیل کی شہادت ملتی ہے:

۱۔ رگوید ۱: ۱۲۶: ۱ میں گکشیوان رشی راجہ بھاویویا کی نسبت کہتے ہیں کہ "میں سندھو کے کنارے* کے بسنے والے بھاویویا کے لئے بہت سی ستوتی پڑھا کرتا ہوں" یہ ایک قدیم منتر ہے اگرچہ سندھو لفظ کے ایک معنے سمندر

*"Either the river Indus or the sea-shore".



کے ہیں تاہم یہاں پر غالباً سندھو سے دریائے سندھ ہی مراد ہے اس منتر سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا ویدک راجا دریائے سندھ کے کنارے پر بستے تھے۔

۲. اُسی سوکتہ کے ساتویں رچا میں اُس راجے کی رانی لومشا راجے سے کہتی ہے کہ نزدیک آ کے اچھی طرح سے چھوؤ۔ میرے بدن پر تھوڑے بال مت سمجھو۔ میں گاندھاری بھیڑ کی طرح بالوں سے پُر ہوں اور پوری شکل کی ہوں۔ علما کی رائے میں گندھارو دیس موجودہ قندھار ہے جو افغانستان میں واقع ہے اس منتر سے ظاہر ہوتا ہے کہ ویدک رشی اُن دنوں میں قندھار سے واقف تھے۔ وہ قندھار میں آیا جایا کرتے تھے اور یوں وہاں کے بھیڑوں کو دیکھتے تھے یا قندھاری بھیڑیں اُن کی بستیوں میں بکنے کیلئے لائی جاتی تھیں۔ سو وہ قندھار سے بہت دور نہ تھے۔

۳. رگ وید ۵: ۵۳: ۹ میں یوں کہا ہے کہ "اے مرو تو رسا، آنیتھا، کبھا اور سب جگہ جانے والا سندھو تمہاری دیری نہ کریں۔ پانی والی سرو تمہیں نہ روک رکھے۔" اس منتر میں ندیوں کے نام ہیں سو سندھو سے دریائے سندھ ہی سمجھنا چاہئے۔ یونانی مصنفوں نے کوپھن نام ایک ندی کا ذکر کیا جو دریائے سندھ میں گرتی ہے اس ندی کو آجکل کابل ندی کہتے ہیں۔ ویدک کبھا اگر یونانی کوپھن ہو تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ویدک رشی سندھ اور کابل کے آس پاس رہتے تھے۔ رسا اور انی تبھا غالباً دریائے سندھ کے بعض معاون کے ویدک نام ہونگے۔ اس منتر میں سرو نام ایک ندی کا بھی نام پایا جاتا ہے۔ موجودہ ندی جسے عام محاورہ میں سرجو کہتے ہیں اودھ میں بہتی ہے اور گنگا میں گرتی ہے سو بعض عالم گمان کرتے ہیں کہ اس منتر کی پانی والی سرو کا نام کسی پنجابی ندی کا ویدک نام ہوگا۔ ایک جگہ کے نام سے دوسری جگہ کا نام رکھا جانا یا ایک ندی کے نام سے دوسری ندی کا نام رکھا جانا کچھ ناممکن نہیں ہے سو ممکن ہے کہ ہندو آریا جب پورب کی طرف آگے بڑھ گئے تو انہوں نے پنجابی سرو کے نام سے اودھ کی موجودہ ندی سرو کا نام رکھا ہوگا لیکن اگر ایسا گمان نہ بھی کیا جائے تو اس منتر سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ منتر کے رچے جانے کے وقت ہندو آریہ کابل سے لیکر اودھ کی ندی سرو کے کنارے تک آباد ہو گئے تھے۔

۴. رگ وید میں سرسوتی ایک نہایت پاک ندی ہے جس کی اُس زمانے میں بڑی تعظیم ہوتی تھی یہاں تک کہ ما بعد کے زمانے میں رشیوں نے اس کو وید کی ماں قرار دیا۔ اب سرسوتی عنقریب سوکھ گئی ہے اور اُس سوکھی ندی کا نشان تھانیسر کے پاس نظر آتا ہے سرسوتی کی ایسی تعظیم و تکریم دیکھکر گمان ہوتا ہے کہ ویدک زمانے میں یہی ہندو شائستگی کا مرکز تھا۔

رگ وید ۳: ۲۳: ۴ میں رشی اگنی دیوتا سے مخاطب ہو کر کہتا ہے "اے اگنی میں اچھا دن پانے کے لئے تجھ کو الا دینی پرتھوی کی سب سے عمدہ جگہ پر ستھاپن کرتا ہوں۔ اے اگنی تو درشدوتی، آپیا، اور سرسوتی کے کنارے کے بسنے والے لوگوں کے گھروں میں پُر دولت ہو کر منور ہو۔"

منوجی اپنے دھرم شاستر کے دوسرے ادھیائے کے سترویں اور اٹھارویں شلوکوں میں فرماتے ہیں۔ کہ "سرسوتی اور درشدوتی دونوں دیو ندیوں کے درمیان جو دیوتاؤں کا پیدا کیا ہوا دیس ہے اُسے برہماورت کہتے ہیں اُس دیس میں برہمن وغیرہ ذاتوں اور ملی جلی ذاتوں کا جو آچار پرمپرا سے چلا آرہا ہے۔ اُسے سداچار کہتے ہیں۔"

منوجی کے اس بچن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ جس دیس کو برہماورت کہتے ہیں اُس دیس کے دینی اور دنیاوی رسومات جو قدیم سے چلے آرہے تھے اور دوسروں کے لئے سند ہی سمجھے جاتے تھے سو منوجی کا برہماورت کسی زمانے میں ہندو شائستگی کا مرکز تھا۔ یہ وہی دیس ہے جس کا ذکر رگوید کے مذکورہ بالا ۳: ۲۳: ۴ رچا میں پایا جاتا ہے لہذا معلوم ہوتا کہ رگوید کے زمانے میں سرسوتی کے کنارے پر اور اس کے آس پاس کی سرزمین میں ہندو آریہ بخوبی آباد تھے۔

۵. رگوید ۲: ۲۳: ۴ - ۳۰۵: ۶ - ۲۱: ۷ - ۱۸ و ۹۵ و ۹۶ - ۸: ۲۰ و ۲۳ - ۱۰: ۱۵ و ۶۴ و ۷۵ وغیرہ بہتیرے سوکتوں میں سندھو سرسوتی اور پنجاب کی دیگر ندیوں کے نام آئے ہیں سو معلوم ہوتا ہے کہ ویدک زمانے میں پنجاب اور سارسوت دیس ہی ہندو آریہ کی خاص آبادیاں تھیں جہاں سے آگے بڑھ کر وہ شمالی ہند کے اور مقامات میں سکونت پذیر ہوئے۔

۶. زمانہ حال میں گنگا اہل ہنود کی پاک ترین ندی ہے لیکن رگوید میں سندھو اور سرسوتی کے بارے میں جس قدر ستائشی گیت پائے جاتے ہیں گنگا کے بارے میں ویسا ایک بھی نہیں۔ رگوید ۶: ۴۵: ۳۱ میں گنگا کا اور ۵۲: ۱۷ اور ۷: ۱۸: ۱۹ میں جمنا کا ذکر ہے جس سے محض یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب یہ رچائیں رچے گئے تو اُس وقت ہندو آریہ شاید ان ندیوں کے کنارے پر تشریف لا چکے ہونگے لیکن ان رچاؤں میں گنگا اور جمنا کی کچھ بھی تعظیم نظر نہیں آتی ہے۔

۷. ویدک تصنیفات کے بیان میں ہم نے ذکر کیا کہ علما رگوید کے دسویں منڈل کے گیتوں کو ویدک زمانے کی تصنیف نہیں سمجھتے ہیں دسویں منڈل کے ۷۵ ویں سوکتہ کا دیوتا سندھو ندی ہے اُس پانچویں اور چھٹویں رچاؤں میں چند ندیوں کے نام پائے جاتے ہیں اُن کی بابت بابو رمیش چندر دت صاحب فرماتے ہیں کہ پانچویں رچا میں دریائے سندھ کی مشرقی (یعنے پنجاب دیس کی) شاخوں کے نام اور چھٹے رچا میں مغربی (یعنے کابل کی) شاخوں کے نام آتے ہیں۔ (دیکھو بنگالی رگوید

صفحہ ۱۵۳ کا نوٹ۔ انہیں ندیوں کیساتھ گنگا جمنا اور سرسوتی کے نام بھی آئے ہیں میکس مولر صاحب اس سوکتہ کے بیان سے ہندو آریہ کی سکونت کی نسبت ذیل کا نتیجہ نکالتے ہیں وہ (یعنے ویدک شاعر) ایک ہی جھپٹ میں ندیوں کے تین بڑے سلسلے کو لیتا ہے۔ یا جن کو وہ ندیوں کی تین بڑی فوج کہتا ہے یعنے اُن کو جو شمال مغرب سے بہکر سندھ میں گرتی ہیں اُن کو جو شمال مشرق سے آکر اسمیں مل جاتی ہیں اور دور فاصلے کی گنگا اور جمنا وان کے مابین کے ساتھ۔

"یہ ویدک شاعروں کا وسیع ترین جغرافیائی افق دکھاتا ہے جو شمال میں برفانی پہاڑوں سے مغرب میں دریائے سندھ اور سلیمان پہاڑوں کے سلسلے سے جنوب میں سندھ یا سمندر سے اور مشرق میں گنگا و جمنا کی وادی سے محدود تھا۔ اس کے باہر اگرچہ دنیا کھلی ہوئی تھی ویدک شاعروں کو معلوم نہ تھی۔"

دیانتدار لڑکی

ماخوذ از تہذیب النسواں

شریفہ سات سال کی تھی جبکہ اس کی ماں نے اس کو مکتب میں داخل کیا۔ وہ نہایت پیاری اور فرمانبردار بچی تھی۔ اسلئے سب لوگ جو اُس کو جانتے دل سے چاہتے تھے۔ اور ہمیشہ موقع ڈھونڈھتے رہتے کہ کوئی سبب ہو تو ہم اپنے پیار کے اظہار میں کوئی انعام اسے دیں سال بھر میں تمام تہواروں اور اُس کے جنم دن کی سب عمدہ چیزوں سے جو عزیز اور رشتہ دار اُس کو دیتے تھے ایک دوکان کی دوکان اُس کے پاس جمع ہوتی جاتی تھی لیکن شریفہ خود غرض نہ تھی۔ وہ سال بھر نہایت حفاظت سے اپنی چیزوں اور کھلونوں کو رکھتی۔ اور پھر دوسرے سال کے شروع میں جو کھلونے اور کتابیں وغیرہ رکھنا چاہتی علیحدہ کرلیتی۔ اور باقی صاف اور ستھری چیزیں ہسپتال یا غریب خانے یا یتیم خانے میں بچوں کو بھیجدیا کرتی تھی۔ ان جگہوں میں جانے اور وہاں کے بچوں سے اُن کے حالات سننے کا اُس کو از حد شوق تھا۔ اگر کسی مرتبہ ایسا نہ ہوتا جبکہ اُس کی ماں وہاں جاتے ہوئے اس کو ساتھ نہ لیجاتی۔ شریفہ کی نانی نے کہہ رکھا تھا۔ کہ اگر وہ تمام سال مدرسے میں جاوے اور ایک روز بھی غیر حاضر نہ ہو تو وہ اُس کو ایک سونے کی چمکتی ہوئی اشرفی دیگی۔ یہ وعدہ کوئی معمولی سی بات نہ تھی۔ سو ہماری پیاری شریفہ نے خوب محنت کی۔ اور ہر روز وقت پر مدرسے میں حاضر ہوتی رہی۔

سال کے اخیر میں وہ اپنی رپورٹ اور مدرسے کا سالانہ انعام لے کر اپنی نانی کے پاس گئی اور اپنے وعدہ کئے ہوئے انعام کے واسطے حاضر ہوئی۔ نانی اُسے دیکھکر باغ باغ ہوگئی اور شوق سے ایک اشرفی نکال کر دی۔ اور پانچ روپے کھلونوں اور مٹھائی کے واسطے بھی۔ لیکن ساتھ کہہ دیا کہ بیٹی میں بہت زیادہ پسند کرتی ہوں میں تمہاری جگہ ہوں تو یہی کیا کروں آگے تمہاری مرضی۔ اور یہ اشرفی جو ہے۔ اس کا یا تو کوئی زیور بنالو ورنہ بنک میں امانت رکھوا دو۔ اور آئندہ سال اگر خدا نے چاہا۔ اور اسی طرح روز بروز مدرسے گئیں۔ اور کبھی غیر حاضر نہ ہوئیں۔ تو میں ایک کے بجائے دو اشرفیاں دونگی۔

ہماری شریفہ اس وعدے کا خیال کرکے پھولی نہ سماتی تھی۔ اُس کے واسطے ماں نے بھی عمدہ جوڑہ بنا رکھا تھا کہ سالانہ جلسہ پر پہنے ابھی تک وہ اسی خوشی میں ایک پری کی مانند ادھر سے ادھر بھاگتی پھرتی تھی۔ سب اُس کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ اتنے میں ایک بیوہ عورت اپنے یتیم بچے کو لے کر روتی ہوئی وہیں آگئی۔ اُن کی بیکسی کو دیکھ کر اسی بچی کو بڑا ترس آیا۔ اور جیب کا انعام یعنے مٹھائی اور کھلونوں کے روپے اسی کو دے دینے پر اصرار کیا۔ بہت کچھ سمجھانے پر اُس نے اپنا صندوق کھولا اور دو جوڑے پرانے کپڑے لڑکی کے واسطے اور اس کی ماں کو دوپٹہ اور جوتی دی۔ یہ دیکھ کر اس کا خیال ادھر ہی طرف ہوگیا۔ ماں سے درخواست کی کہ مجھے یتیم خانہ دکھلائے میں خود پھل نہ کھاؤں گی وہاں کے بچوں کے واسطے لے جاؤنگی۔ ماں ہمیشہ خدا سے دعا کیا کرتی تھی۔ کہ وہ اس کی بیٹی کی نیک ہدایت کرے۔ اور رحم اور فروتنی میں کامل کرے وہ اس بات پر راضی ہوگئی۔ پھل وغیرہ یتیموں کو بانٹا گیا۔ اُن کے حالات وغیرہ دریافت کئے گئے۔ بعض ضروریات مہیا کرنے کے واسطے وعدے دے گئے۔

راستے میں واپس آتے ہوئے ماں بیٹی اچھی اچھی باتیں کرتی رہیں۔ آخر یہ روز ختم ہوا اور شریفہ سو گئی۔ صبح اُٹھکر عبادت سے فارغ ہو کلام اللہ کی تلاوت کی۔ اور مدرسے کے واسطے تیار ہوئی۔ ایک ہفتہ بھر اُس نے ایک دن کا بھی ناغہ نہ کیا۔ لیکن بعد میں ان کی گاڑی ٹوٹ گئی۔ پھر کیا تھا۔ صرف یہ کہ پیدل چلے کیونکہ اُن کا مکان شہر اور مدرسے سے بالکل علیحدہ اور فاصلے پر تھا۔ اسلئے اور کسی گاڑی کا بندوبست نہ ہو سکتا تھا۔ شریفہ بڑی ہمت والی تھی۔ پس اُس نے چلکر جانے کا ارادہ کرلیا۔ اسے کوئی توڑ نہ سکتا تھا۔ وہ مطلقاً اس امر کی پرواہ نہ کرتی تھی کہ لوگ کیا کہیں گے۔ اور اُس کے والد اپنی بیٹی کی اس عادت پر نہایت فخر کیا کرتے تھے۔

دوسرے روز ایک اور اتفاق ہوا یہ کہ خوب زور کا مینہہ برسا۔ لڑکی نے مدرسے جانے کی بہت کوشش کی۔ لیکن سب اس امر میں مخالفت کرتے تھے۔ آخر ایک دانا بچی کی مانند اُس نے اپنے بڑوں کا کہنا مانا اور خوشی سے گھر رہنے پر گو وہ خوب جانتی تھی۔ کہ برس کے اخیر میں وہ دو اشرفیوں کے انعام کی حقدار نہ رہے گی راضی ہوگئی۔

جب ماہ کے اخیر میں حاضری کی رپورٹ شریفہ کو گھر لے جانے کے لئے ملی تو اُس نے اُس کو نہایت بے صبری سے کھول کر دیکھا۔ اس کو خیال تھا کہ ایک غیر حاضری درج کی گئی ہوگی جس کو دیکھ کر نانی مجھے دعدہ

شدہ اشرفیاں نہ دیگی۔ لیکن رپورٹ میں تمام حاضری کے نشان ہی تھے۔ ایک لمحے کے واسطے اُس نے جھوٹ کا غذ چھپالیا۔ اور شیطان نے اُس کو ورغلایا اور کہا شریفہ تم بھلی بچی اب اُستانی نے تو بھول کر تمام روز کی حاضری لگادی ہے۔ لیکن تم خود خوب جانتی ہو کہ تم نے ایک دن کا ناغہ کیا تھا۔ تم جیکی ہو رہو۔ جھوٹ بولنے میں داخل نہیں۔

پیاری شریفہ نے کچھ عرصے تک اس صلاح پر عمل کیا اور جب والدہ اور بھائیوں کو اپنی ماہانہ رپورٹ دکھائی تو اُس کی طبیعت معمول کی طرح ہشاش بشاش معلوم نہ ہوتی گھر کے لوگوں نے سمجھا کہ شاید کچھ بیمار ہوگئی۔ سو دوسرے روز مدرسے جانے سے روکا۔ لیکن وہ نہ رکی۔ کسی نے اس بات کا خیال نہ کیا وہ ایک روز گزشتہ ماہ میں مدرسے سے غیر حاضر رہی تھی۔ اور رپورٹ میں تمام جگہ حاضری کی نشانی تھی۔ سب بڑے چھوٹے اس کی طبیعت کو ناساز دیکھ کر سخت گھبراتے تھے ◆

رات بھر شریفہ کو نیند نہ آئی۔ کبھی اس کو شیطان ایک بات سکھاتا۔ جو سرسری طور پر لفظ بہ لفظ صحیح معلوم ہوتی لیکن کبھی اس کا اپنا دل اس کو طعنے دیتا کہ تم نے ہلاکت کی سیڑھی کی طرف قدم بڑھایا ہے۔ خبردار خبردار! آخر شریفہ نے خداوند کریم سے دعا مانگی کہ مجھے اس آزمائش سے چھڑا۔ اسی وقت اس پر روشن ہوگیا کہ اسے کیا کرنا چاہئے شریفہ نے مدرسے میں پہونچتے ہی اُستانی جس نے رپورٹ لکھی تھی،، کے کمرے کا راستہ لیا اور کہا جناب میں ایک روز غیر حاضر تھی بارش کا بڑا زور تھا۔ اور ہماری گاڑی ٹوٹ گئی تھی۔ لیکن آپ شاید بھول گئی ہوں گی اس پر آپ نے میرے نام پر سب روز کے واسطے حاضر لکھ دیا۔

اُستانی نے جو اکثر اس کی نانی اور ماں سے ملا کرتی تھی اور انعام کی شرائط سے واقف تھی۔ کہا عزیز بچی اُس روز تم نے مدرسے میں چھٹی کردی تھی کیا تم کو معلوم نہ تھا؟ آہ! ہاں اب مجھے یاد آیا۔ شہر کی لڑکیوں کے والدین کو تو ہم نے چپراسی کے ہاتھ اشتہار بھیج دیا تھا۔ لیکن تم تو شہر سے اتنی دور رہتی ہو شاید ہم نے فرض کر لیا ہوگا کہ ایسی سخت بارش میں تم آنے کی کبھی کوشش نہ کروگی۔ سو خبر نہ دی۔ اب تم کو اس تمام عرصے میں غیر حاضر ہوجانے کے خیال سے ہمیشہ خدشہ سا لگا رہا ہوگا۔ کہ اب تم اپنے انعام سے محروم رہ جاؤگی۔ لیکن بچی تم ایک نہائیت اچھی لڑکی ہو کسی چیز کی خاطر کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہئے جس کو تمہارا ضمیر بُرا کہے۔ گو مدرسے میں اُس روز چھٹی تھی۔ اور اُس کی تم کو خبر نہ تھی۔ تو بھی اگر تم اپنی حاضری دیکھ اور یہ جان کر کہ ہم سے غلطی ہوئی خاموش ہو رہتیں تو خدا تم کو تمہارے اپنے خیال کے مطابق سزا دیتا۔ کیا ہوا تم کو انعام ملجاتا تو بھی تمہارے دل میں گرہ سی بن جاتی جو تمہیں ہر وقت ستاتی۔ میں تم پر بہت بھروسہ رکھتی ہوں یہ ایک بڑی بات ہے اور ہمیشہ کوشش کرو کہ تم اس میں کم نہ ہو جاؤ۔

شریفہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اُس نے کہا اُستانی جی میں کل سے بہت بے چین تھی۔ والدہ صاحبہ نے سمجھا تھا کہ میں کچھ بیمار ہوں بس مجھے مدرسے آنے سے روکا۔ لیکن میں نے بہت زور دیا۔ آخر انہوں نے بھیج ہی دیا۔ میں آپ سے اس رپورٹ کی بابت جبتک سب کچھ بیان نہیں کر چکی میرا دل بیقرار نہ ہوا۔ اب میں اچھی ہوں۔ اور میرا دل کھیلنے کو چاہتا ہے اُستانی نے اُس کے سر پر پیار دیا اور کچھ خوشنما سوت اور ریشم کے ٹکڑے دیکے کہا اپنے پلنگ پوش میں جس کو وہ عرصے سے تیار کر رہی تھی لگا لیوے۔

شریفہ نے رنگ برنگ کے ٹکڑے جمع کر کے جب اس پلنگ پوش کو ختم کیا۔ تو سالانہ جلسے پر وہ ہی خوبصورت کپڑا اس میز پر بچھایا گیا جس پر انعام چنے گئے تھے ◆

انتخاب الاخبار

عجائبات جوف الارض

غار ہائے عجیب

کتب مقدس میں بارہا غاروں کا ذکر آیا ہے جو نہایت قدیم زمانہ میں یہود میں مکانات اور مقابر کیلئے کام میں آتے تھے بعض غار ایسے بھی تھے جس کو انسانی ہاتھوں نے اپنی غرض کے لئے بنایا تھا لیکن ارض مقدس کے بہت سے غار اور تہ خانے وہی تھے جو کنکریلی چٹانوں میں دست قدرت نے اسی طرح پیدا کئے تھے جیسے دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔

جزیرہ کیوبا کے بعض غار سفید سنگ مرمر کی چٹانوں میں بنے ہوئے ہیں جو رفتہ رفتہ نہایت عجیب طور پر بن جاتے ہیں یہ غار خشکی میں سطح سمندر سے کم از کم ایک ہزار فٹ بلندی پر نہایت گنجان جنگل میں واقع ہیں۔ گھونگے جن کی کئوبا میں بہت سی اقسام ہوتی ہیں غاروں کے اندر چلے آتے ہیں۔ اس پانی میں جو غاروں کی چھت سے ٹپکتا ہے چونہ کا کاربونیٹ ملا ہوا ہوتا ہے جو ایک کھریا مٹی کی قسم ہے جب پانی خشک ہو جاتا ہے تو کاربونیٹ آف لائیم باقی رہ جاتا ہے جو سنگلوں کے پیوست میں سیمنٹ د گچ، ٹانکے کا کام دیتا ہے چونکہ یہی سلسلہ سال ہا سال تک جاری رہتا ہے اس لئے کئی فٹ کے دل کی ایک پرت فرش غار بن جاتی ہے اور نیز سنگ مرمر کے ٹکڑے چھت سے ٹوٹکر فرش پر گر پڑتے ہیں اور گھونگے خولوں کے ساتھ پیوست ہو جاتے ہیں اور بے شمار چمگادڑوں کے غول بھی جو غاروں میں مر جاتے ہیں اُن کی ہڈیاں بھی خولوں کے ساتھ اسی کاربونیٹ آف لائم کے مرکب ہو جاتی ہیں۔ علاوہ بریں اپنے موسم پر



دسو کیکر کریب اکیکرز سے جو حقیقت میں ایک خول دار مچھلیاں اور سمندر کے کنارے کے قریب پایاب پانی میں رہا کرتی ہیں جنگلوں اور غاروں کی طرف چلے آتے ہیں ہر ایک کیکڑا ایک چھلکے کے اندر رہتا ہے جس کو سیپ کہنا چاہئے اور وہ اپنے گھر کو اپنے ساتھ لیجاتا ہے یہ کیکڑے کنارہ سمندر سے بیشمار نکل پڑتے ہیں اور آٹھ دس میل دوری تک جنگلوں میں چلے جاتے ہیں اور غاروں کے اندر اور پہاڑوں کے اوپر پہونچ جاتے ہیں جہاں وہ بہت سے مرجاتے ہیں اور سیپیں چھوڑ کر دوسرے سیپیں جو کمزور ہوتی ہیں چھین لیتے ہیں اور اپنا خول وہاں چھوڑ دیتے ہیں فرش جس پر سمینٹ (گچ) موجود ہو ہر ایک چیز کو اپنے میں جوڑ کر سخت کر لیتا ہے اسی طرح فرش خاک کا دل تہ بتہ جلد اونچا ہوتا جاتا ہے اور غار ان چیزوں سے جن کا ذکر ہوا اس طرح بھر کر ایک زمانہ دراز کا یادگار بنجاتا ہے۔ آرمی نیوز کر

ضرورت

ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے۔ اولاد کی بہتر تعلیم و تربیت کی ضرورت پڑھے لکھے اشخاص کو خصوصاً اور دیگر اشخاص کو عموماً زیادہ معلوم ہوتی جاتی ہے مگر تعلیم کا خرچ تعلیم کی ترقی کے راہ میں بڑی بھاری روک ہے۔ ماہواری فیسوں کا خرچ بہت ہی زیادہ ہے کتابوں کی خرید پر بہت روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ طلباء دور دور جاکر پڑھتے ہیں۔ تعطیلوں میں گھر آنا جانا ضروری ہوتا ہے کرائے پر بہت خرچ ہوتا ہے علاوہ بریں بڑے بڑے شہروں میں کھانے، کپڑے اور رہنے سہنے کے خرچ بہت بڑھے ہوئے ہیں، جن کو غریب آدمی پورا نہیں کر سکتے۔ جو لوگ بچوں کو تعلیم دلاتے ہیں وہ بھی خوب جانتے ہیں کہ عام حیثیت کے آدمی اعلیٰ تعلیم کے اخراجات کو بالکل پورا نہیں کر سکتے۔ خرچ کی کمی کی وجہ سے بہت ہونہار طلباء جو سوسائٹی کے اچھے خدمت گذار ممبر بنتے اعلیٰ تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں یا لاچار ادنیٰ تعلیم حاصل کر کے ہی وہ کاروبار کی زندگی میں داخل ہو جاتے ہیں اعلیٰ لیاقتوں والے آدمی عموماً ادنیٰ خدمات کو ہی انجام دیا کرتے ہیں بعض شوقین طلباء ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ماں باپ علم و ہنر کی قدر سے ناواقف ہونے کی وجہ سے خرچ تعلیم دینا نہیں چاہتے اس وجہ سے بھی کئی لائق بننے والے طالب علموں کو وقت سے پہلے تعلیم چھوڑنی پڑتی ہے۔ پونجی کی رقم کی ہی نسبت سے بچ ہوا کرتا ہے۔ رقم کے مقدار کے لحاظ سے ہی نفع ہوا کرتا ہے اس لئے کم لیاقت طلباء زیادہ ترقی نہیں کرتے مذکورہ بالا باتوں پر غور کر کر اور تعلیم و تربیت کے بے شمار فائدوں کا لحاظ کر کے ایک فنڈ قائم کرنے کی ضرورت ہے ایسے ایسے فنڈ جگہ بجگہ ہوں ان فنڈوں سے ہونہار طلباء کو خاص خاص شرائط پر اور ضمانت پر تعلیم کا خرچ ملتا رہا کرے جب وہ کمانے کھانے لگ جاویں تو وہ رقم ان سے بلا سود یا مع سود وصول کر لی جایا کرے اُس وقت اس رقم کا چندہ قسطوں میں ادا کر دینا ان کے لئے کچھ مشکل نہیں ہوتا۔ اس صورت میں ان کی ضرورت بھی پوری ہو سکتی ہے۔ اور فنڈ بھی ترقی کر سکتا ہے۔ سود کی شرح بہت تھوڑی رکھی جاوے۔ نوجوانوں کا فرض ہوتا ہے کہ تعلیم کی مشکلات پر غالب آ کر اپنے آپ کو لائق بناویں کیونکہ یہ موقعہ عموماً ایک ہی دفعہ ہاتھ آتا ہے بزرگوں کا فرض ہوتا ہے کہ طلباء کی ترقی کے واسطے سہولتیں پیدا کریں۔ جن لوگوں کو تعلیم کی ترقی کا شوق ہے۔ اور پرمیشور نے ان کو علم و ہنر کی حمایت کی توفیق دی ہے وہ ایسے ایسے فنڈوں کے قائم کرنے کی فکر کریں علم و ہنر اور نیک تربیت کا عطیہ بہترین دان ہے۔ یہی دان بہت سپھل ہوتا ہے تعلیم یافتہ اشخاص کیلئے دنیا کا پھیلانا ہی بہترین پاپکا کام ہے تعلیم سے ہی نیک و بد کی تمیز ہوتی ہے علم کے بعد ہی عمل ممکن ہوتا ہے تعلیم سے ہی بہتر تبدیلیاں ہوا کرتی ہیں علم ہی ایک ایسا خزانہ ہے جسے نہ چور چرا سکتا ہے نہ آگ جلا سکتی ہے۔ نہ آندھی طوفان اس کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں برخلاف اس کے جتنا اسے خرچ کیا جائے بڑھتا ہے

تحفہ ہیرے کے ٹکڑے

ناظرین کو معلوم ہے کہ اہل ٹرانسوال نے برٹش گورنمنٹ سے منہ مانگی حکومت خود اختیاری حاصل کرنے پر برٹش کے شاہ قیصر دام اقبالہ کو اپنا بھی بادشاہ تسلیم کیا اور حضور ممدوح کو ایک ایسا عظیم الشان ہیرا بطور تحفہ کے پیش کش کیا جو جنوبی افریقہ کی کانوں سے نکلا اور تمام روئے زمین کے مشہور ہیروں سے بڑا اور نہایت بے جرم سمجھا جاتا تھا۔ یہ ہیرا اہل ٹرانسوال نے دو کروڑ روپیہ پر خرید کیا۔ اور حضور شاہ قیصر کو بطور تحفہ کے پیش کش کیا تھا۔ یہ اپنی اصلی حالت میں بالکل ناتراشیدہ تھا اور خالص ہیرے کا اتنا بڑا ٹکڑا تھا کہ باقاعدہ تراشے جانے پر اس کے گیارہ ٹکڑے کئے گئے ہیں۔ اور ان گیارہ ٹکڑوں میں دو ٹکڑے جو کہ سب سے بڑے ہیں۔ وہ گلے میں بطور تکمن کے پہننے کے قابل ہیں اور باقی ٹکڑوں کی ایک مالا بنائی گئی ہے اور ان میں بھی اسی واسطے چھید کرائے گئے ہیں۔ اس بہت بڑے ہیرے کا نام کلی نین تھا اور تراشے جانے پر اس کی روشنی کی آب پہلے سے بھی کئی گونہ بڑھ گئی ہے۔ اس ہیرے کے کاٹنے اور پالش کرنے کا کام سوئٹزرلینڈ کے ایک شہرہ آفاق کاریگر کو سپرد کیا گیا اور دو رجمنٹ فوج اس کی حفاظت اور نگرانی کیلئے کئی مہینوں تک دن رات پہرہ دیتی تھی۔ یہ کام نہایت مشکل اور بیحد کاریگری کا تھا اور بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا گیا ہے۔ اس عرصے میں کاریگر کے تفکرات کا یہ عالم تھا کہ بباعث ذمہ واری کے اُس کو دن رات چین نہ آتا تھا۔ اس کا خوف برحق تھا کہ مبادا اس کا کوئی حصہ یا ٹکڑہ گم ہو جائے یا چرایا جائے اور اس پر ہمیشہ کے لئے عظیم آفت آ جائے۔ انہیں تفکرات کے بوجھ سے کاریگر کی صحت ٹوٹ گئی ہے اور اس کو تبدیل آب و ہوا کیلئے جنوبی فرانس کو جانا پڑا ہے۔ اس کی کاریگری کی تعریف ہم سب کو اسی کے بڑائی کی کوشش کرنی چاہئے۔ برامبر پرچارک



تمام دنیا میں چمک اٹھی ہے۔اس کی تفصیلات پر مطول مضامین شایع کئے گئے ہیں۔خلاصہ کے طور پر دلچسپ حالات قابل غور ہیں وہ یہ کہ اس ہیرے کا سب سے بڑا ٹکڑا پانسو ساڑھے سولہ قرات وزنی ہے۔دوسرا ٹکڑا ۳۰۹ ۳/۱۶ قرات ہے یہ دونوں ٹکڑے روئے زمین کے مشہور ترین ہیروں میں سب سے بڑے ہیں حتی کہ کوہ نور کا مشہور ہیرا ان کے مقابلے میں بالکل خفیف چیز ہے جس کا موجودہ وزن ۱/۲ ۱۰۶ قراط سے زیادہ نہیں ہے۔باقی ۹ ٹکڑوں میں جو مالا کے طور پر پروئے گئے ہیں ایک کا وزن ۹۲ قرات ہے پھر ۶۲ - ۳/۸ ۱۸ - ۱/۴ ۱۱ - ۹/۱۶ ۸ - ۵/۸ ۶ - ۹/۳۲ ۴ - ۳/۸ ہے اور آخری ٹکڑہ نو قرات کا ہے۔حضور شاہ قیصر نے یہ مالا اور دونوں آویزہ حضور ملکہ قیصرہ الگزینڈرا کو پیش کش کئے حضور ممدوحہ نے جب ان کو زیب گلو اور زیب سینہ فرمایا تو حضور شاہ قیصر دام اقبالہ بڑے شوق سے بولے خوبصورت نہایت خوبصورت۔ایسے عالیشان زیورات سچ پوچھئے تو مستورات ہی کی زیبائش ہیں اور یہ شاہی خاندان کا خاص مال قرار دیئے گئے ہیں اور قلعہ شاہی کے زیورات میں محفوظ رہیں گے اور خاص موقعوں پر پہنے جائیں گے۔ (عام)

کلکتہ میں مفسدانہ یافت۔کلکتہ کی پولیس کو ایک عجیب یافت ہاتھ آئی۔یہ دریا ئے گنگا کے کنارہ پر پانی کیچڑ کے اندر مدفون تھی۔بدھوار گذشتہ کی صبح کو ایک بھکاری لڑکا چھوٹا لال کے گھاٹ پر نہا تا تھا۔جو کہ پل ہوڑہ کے قریب واقعہ ہے۔وہ لڑکا کنارہ کے پانی میں پیسے ٹٹولتا تھا۔جبکہ ایک کارتوس اُس کے ہاتھ میں آیا جو کیچڑ میں لت پت تھا۔اس لڑکے کو معلوم نہ تھا۔کہ یہ کیا چیز ہے اُس نے ریلوے پولیس ہوڑہ کے سارجنٹ بالمن صاحب کو دکھلایا۔اُس نے جھٹ اپنے آقا کو خبر کی فوراً پولیس کلکتہ کو خبر دیگئی۔اُس نے لڑکے کی مدد سے کنارہ کے مقام پر کیچڑ میں تلاش کی بہتوڑا سا کھودنے پر ایک دو کر کے ۲۷ ریوالور اور برآمد ہوئیں یہ مختلف کارخانوں کی ساخت اور مختلف پیمانہ اور طاقت کی ریوالور تھیں۔اُن کے علاوہ بعض قدیم ساخت کی دو نالیں پستولیں اور ایک معقول مقدار گولی بارود کے کارتوسوں کی دستیاب ہوئی۔یہ کارتوس جدید ساخت کے تھے۔بعض شکاری رفلوں اور بعض ریوالوروں کے کارتوس تھے لیکن سب کے سب مختلف پیمانہ کے تھے یعنے جو ریوالور برآمد ہوئیں اُن کے لائق کوئی کارتوس نہیں تھا۔اس عجیب یافت پر پولیس والوں کی آنکھیں کھل گئیں۔اور وہ خیال کرتے ہیں۔کہ حال میں جو ناگہانی چھاپے مارے گئے ہیں اُنہیں سے خوف زدہ ہو کر بعض بدمعاشوں اور بدخواہوں نے اس خیال سے کہ مبادا اُن کی بھی خانہ تلاشی کی جائے یہ چیزیں دریا میں ڈالدی ہیں۔یہ بات سراسر ناگہانی ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ اور کتنی اور کیا کیا چیزیں اسی طرح دریا کے کس کس مقام میں ڈالی گئی ہیں۔ان حالات سے ظاہر ہے کہ اسلحہ کی خریداری میں ضرور چالاکیاں اور شرارتیں کی گئی ہیں۔یہ نہیں کہہ سکتے کہ تمام اسلحہ باہر سے منگوایا گیا ہے ممکن ہے کہ بعض اسلحہ لیسنس والوں پر زور ڈال کر ان سے حاصل کیا گیا ہو۔اور اُن لوگوں نے انارکسٹوں کی مخالفت کے خوف سے خاموشی اختیار کی ہو۔حکام کا خیال ہے۔اسلحہ کی فروخت پر مزید نگرانی رکھی جاوے اور اسکا انتظام اور بھی کڑا کیا جائے۔اب تک یہ معلوم کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔کہ کن دوکانوں نے ناجائز اسلحہ فروخت کیا اور انارکسٹوں کی سازش میں ہاتھ بٹایا ہے پولیس کی تحقیقات بڑی سرگرمی اور خاموشی سے جاری ہے۔اور دیکھیئے کہ ابھی کیا کیا گل کھلتے ہیں۔ "

ضلع ندیہ کے موضع راتیہ میں جو سخت ڈکیتی کی واردات زیر تفتیش ہے اس کے مجرموں کی تعداد بتلائی گئی ہے کہ دو درجن کے قریب تھی اور کہتے ہیں کہ یہ سب شریف خاندانوں کے تعلیم یافتہ نوجوان بنگالی معلوم ہوتے تھے۔اُن کے پاس ریوالور اور خنجر اور برچھیاں تھیں اور مشعلیں اور اسٹیمین روشنی کے لیمپ لیکر آ پڑے تھے۔اب تک پولیس کسی ڈاکو کا پتہ نہیں لگا سکی ہے لیکن تحقیقات جاری ہے۔سٹی کالج کلکتہ کا ایک طالب علم پریتوش دیو ملک گرفتار کر کے بحراست پولیس مین سنگھ کو بھیجا گیا ہے۔اس پر الزام ہے کہ بحیثیت پورکی ڈکیتی میں شامل تھا۔

ڈیرہ دون کی خبر ہے کہ وہاں کے جنگلات بارہ والا میں گذشتہ ہفتہ رجمنٹ چھاؤنی کے بعض افسران پرندوں کا شکار کھیلتے تھے۔ایک صاحب نے پس پشت قریب کی خشک جھاڑیوں میں سرسراہٹ کی آواز سنی پھر کر دیکھا کہ چند ہی قدم کے فاصلے پر ایک اژدھے قسم کا سانپ بزور چلا آتا ہے۔صاحب نے فوراً شرہ کا فیر کر کے اس کے سر کا نشانہ بنایا۔خوش قسمتی سے نشانہ صحیح تھا۔وہ سانپ جان کندنی کی حالت میں پیچ و تاب کھاتا ہوا پاس کے خشک نالہ کے پاٹ میں جا پڑا اور چند ہی منٹ میں مر گیا۔ناپنے پر معلوم ہوا کہ ساڑھے پندرہ فٹ دقریب سوا پانچ گز) لمبا تھا اور اس کے پیٹ کا لپیٹ اٹھارہ انچ سے زیادہ تھا۔اگر اوسان خطا ہو جاتے تو صاحب کی خیر نہ تھی۔ "

افغانستان کے سرکاری ملازموں میں ترک بہت داخل ہوتے جاتے ہیں اور حضور امیر کابل ان سے بہت خوش ہیں۔بیان کیا جاتا ہے کہ بعض پنجابی اور ہندوستانی ملازمان کابل نے امیر صاحب کو عرضیاں دی ہیں کہ وہ اپنے گھر واپس جانا چاہتے ہیں۔ترکوں کی ان لوگوں سے نہیں بنتی۔غالباً یہ عرضیاں منظور ہو جاوینگی۔ "

اشتہارات

ضروری اطلاع

حسب معمول اپنے اور اپنے خریداروں کے فائدے اور آسانی کیلئے ہم فروری کے پہلے ہفتے کا اخبار اُن صاحبوں کے نام جن کا ۱۹۰۹ء کا چندہ وصول نہیں ہوا وی پی بھیجیں گے وی پی کے بھیجنے اور وصول کرنے میں بے عزتی نہیں بلکہ آسانی ہو۔ منی آرڈر کرانے کی تکلیف اٹھانی نہیں پڑتی جن صاحبوں کو کسی وجہ سے وی پی لینے سے انکار ہو وہ اس اطلاع کو پڑھتے ہی فوراً بذریعہ پوسٹ کارڈ خبر دیں۔ خبر نہ دینے کی صورت میں پیکٹ کے لینے سے انکار کرنے پر خواہ نخواہ محصولڈاک کا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے ؛

المشتہر

مینیجر نورافشاں

کولاٹانک

کولا طاقت بڑہاتا ہے زیادہ فکر و محنت غم و بیماری خواہ تھیلی آب دہوا کی وجہ سے بدن کمزور ہوگیا ہو تو کولا کا استعمال کرو اس سے نئی طاقت پیدا ہوتی ہے کولا دم کو بڑہاتا ہے اسلئے گہوڑے کی سواری پہاڑ پر چڑہائی یا کشتی میں کثرت

تپ کوناپر ستا پڑہنا اور خیال وغیرہ کاموں میں پہلے کو اسوجہ سے جلدی نہیں تہکیگا ہو دل وشریان اور کلیجے کی کمزوری میں جہاں تہوڑے چلنے تو محنت میں دم بھر جاتا ہے کولا زیادہ فائدہ کرتا ہے کولا کا ولی خفاکہ سے جسکو اپنا کام خواہ کسی اور وجہ سے رات کو جاگنا پڑتا ہو وہ ضرور کولا دینا چاہئے اس سے رات کو جاگنے کی حرارت اور کمزوری نہیں ہوتی کولا شراب چہوڑانے کی دوا ہو شراب کے عیبوں کو دور کرتی ہیں کولا کھیات ہو جو شراب زیادہ پی ہو تو ایک خوراک کو دو پوری خوراک کرکے پی کر سو جاؤ تو اچھی نیند آجاویگی جاگنے پر طبیعت فرحت بخش ہے اور دو چار طبیعت کی سستی دور کیجاتی ہیں کولا ان آنکھوں کی سستی دور کرتی ہے ایک دم میں خیالات کچھ نہ ہوں تو کولا کے استعمال سے شراب سے نفرت ہو جاتی ہے شراب کی خرابی کا ہلی طبیعت اور بدن کی کمزوری نہیں رہتی حقیقت میں شراب چہوڑانے کی بیمثل دوا ہے کولا افیون چہوڑانے کی دوا ہے کولا کے سہارے سے افیون بھی چہوٹ جاتی ہو کولا پیو اور افیون کی مقدار کم کرتے جاؤ کچھ دنوں میں بلا کسی قسم کی تکلیف کے افیون اور گولی چنڈو وغیرہ کی عادت چہوٹ جاتی ہے اور ان چیزوں سے نفرت ہونے لگتی ہو۔

۳۲ خوراک پوری خوراک کی ایک شیشی قیمت ۱ء محصولڈاک ۸۔

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو دو زبانوں اردو و انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شائع ہوتا ہی۔ نمونہ کا پرچہ درخواست آنے پر روانہ کیا جاتا ہے جملہ درخواستیں بنام اڈیٹر مخزن مسیحی الہ آباد ہونی چاہئیں۔

پریسبٹرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ ولیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہو اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے اور بچے بھی جبکہ وہ سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفہ پا سکتے ہیں ۱۰ برس میں اس فنڈ نے ۲۰ ہزار روپیوں سے اوپر بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریبا او ۱۰ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آچکے ہیں جس حساب سے اب بنک میں ۲۳ ہزار روپیہ نقد

موجود ہے۔ ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہوسکتا ہے۔

رپورٹ نئے پراسپیکٹس (اردو انگریزی) میں مینیجنگ ڈائریکٹر پادری والٹر جے کلارک ایم۔ اے نولکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں۔

دستورالعمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک　عہ
ہندوستان پنجاب　"　"　"　عہ
باہر سے　"　"　"　ے
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاویگی

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا آٹھواں حصہ	۸	ے	ے
چوتھائی کالم	ے	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	عہ
پورا کالم	عہ	عہ	عہ
پورا صفحہ	عہ	عہ	عہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ ر بابعد کے ا ر فی سطر۔ ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کیلئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول عہ
"　"　"　"　"　ے
قیمت ۱ کاپی سبق سنڈے سکول۔　ار

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں اور نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ بال۔ سرخی ابتدائی موتیا بند۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام لوگ اس سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری تولہ سہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- پروفیسر میا سنگھ صاحب آپ کے سفید سرمہ سے ایک شخص کو جس کی آنکھ میں ناخنہ ہو گیا تھا بہت فائدہ ہوا یہ شخص چند ڈاکٹروں کا علاج کر کے مایوس ہو چکا تھا براہ مہربانی ایک تولہ سفید سرمہ اعلیٰ قسم بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیجئے۔
راقم مہاراجہ شتر جیت پرتاپ بہادر سہائے صاحب بہادر والئے ریاست ٹیکمگڑھ۔

۲- میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کر کے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا گیا میں ان سب کو جن کی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہو بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہوں ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے و دھند و خارش سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ مچ آپ نے اسقدر محنت

داموں پر یہ سرمہ ایجاد کر کے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اس کا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھاویں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں۔
راقم ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب والئے ریاست بہاولپور۔

۳- جناب سردار صاحب جو پیکٹ سرمہ ممیرہ بغرض تجربہ آپ نے میرے پاس بھیجا تھا اس کو میں نے اپنے چند مریضوں پر استعمال کیا بہت ہی مفید پایا میری رائے میں آپکا ایجاد شدہ سرمہ ہر قسم کی سوزش چشم اور کمزوری نظر اور رتوندے کے لئے نہایت ہی مفید ہے اور اس وقت میں نے انہی بیماریوں کے مریضوں پر استعمال کیا ہے اور آئندہ جن بیماریوں میں مفید ہوگا اُن کی نسبت بعد کو لکھونگا۔
راقم ڈاکٹر لچھمن پرشاد صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ و ایڈیٹر میڈیکل جرنل آگرہ۔

۴- جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم میں نے آپکے یہاں سے سرمہ سفید ممیرے کا منگوا کر استعمال کیا حد درجہ کا فائدہ ہوا۔ بلکہ صحت کلی حاصل ہو گئی۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہو جاتا ہے اسلئے میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کیلئے اور کوئی دوائی نہیں ہے۔
راقم مہاراج کنور چھتر پال سنگھ صاحب بہادر والئی ریاست مجھگواں اودھ۔

۵- جناب من تسلیم نیاز چونکہ آپکا سرمہ بہت سے آنکھوں کے مریضوں پر استعمال کرنے سے مفید ثابت ہوا ہے اس واسطے اور ایک تولہ سفید ممیرے کے سرمہ کی ضرورت ہے آپ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجکر مشکور فرماویں۔
راقم ڈاکٹر ولی احمد سول سرجن شفاخانہ دہارو شیو علاقہ حیدرآباد دکن۔

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب ۳۰ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُس کو مبلغ پانچہزار روپیہ کا انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ سنہ ۱۸۹۸ء سے جمع کیا گیا ہے۔

باوری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مینیجر نور افشاں کے لئے مشن پریس میں باہتمام ایلی برادرز کے چھپا اور شائع ہوا۔

